

اکبر کے مشہور وزیر اعظم ہندوستان
کے ایک زبردست انشا پرداز، مدبر اور فلاسفر

ابو الفضل علامی

کی

سوانح عمری

جس کو مولوی غلام ثقلین صاحب نے لکھ کر رسالہ حسن حیدرآباد میں
چھپوایا
اور ایک اشرفی انعام پایا

باجازت نواب عماد نواز جنگ ایڈیٹر رسالہ حسن

بغرض ترقی
منشی فضل الدین [illegible] تاجر کتب و مالک اخبار اشاعت

اشتہار

سوانح عمری رسول صلی اللہ علیہ وسلم

اس کتاب میں نہایت فصیح و بسط کے ساتھ جناب سرورعالم شافع محشر فخر زمن محبوب رب المنن شاہنشاہ دو عالم محمد رحمۃ للعالمین شفیع اللہ نبی احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک زندگی کے پاک حالات مع زمانہ جاہلیت عرب کے درج ہیں ۔ ۲ر

الصدیق رضہ

یعنی جناب امیرالمومنین حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی مفصل سوانح عمری اور اُن کے عہد خلافت کے تمام حالات مع فتوحات و نقشہ فتوحات اسلام ۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۸ر

سیرۃ الفاروق رضہ

منشی سراج الدین احمد صاحب ایڈیٹر اخبار چودھویں صدی کی تالیف کی ہوئی خلیفہ دوم اعظم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری جس میں اُن کے بچپن کے زمانہ سے لیکر وفات تک کے تمام حالات مع فتوحات کے جو اُن کے زمانہ میں ہوئی ہیں بڑی محنت اور تحقیق سے مرتب کر کے درج کئے گئے ہیں ۔ دیباچہ میں بہت سے اہم و عظیم الشان امور سے نہایت دلچسپ بحث کی گئی ہے ۔ کسی مسلمان کو اس بے نظیر اور عدیم المثال اسلامی بزرگ ہیرو کے حالات کو شوق سے پڑھنے کے واسطے ترغیب دینے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ جس قدر یہ حالات دلچسپ ہیں اُسی قدر اس زمانہ کے مسلمانوں کے واسطے ہادی اور رہنما اور ناصح ہیں غرض اسلامی سچی شان و شوکت اور اصلی جاہ و جلال اور بے نظیر شجاعت اور تقوے کی تصویریں ہیں جو اس کتاب میں کھینچی گئی ہیں ۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ عہ

سیرۃ عثمان

جناب امیرالمومنین عثمان ابن عفان خلیفہ سوم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی مفصل سوانح عمری اور اُن کے عہد خلافت کے تمام واقعات مع فتوحات کے ۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۶ر

تذکرۃ الحسین علیہ السلام

یعنی جناب ابوعبداللہ سید الشہدا حسین ابن علی علیہ السلام کی سوانح عمری اور مصائب کربلا کے سچے اور صحیح حالات جو نہایت ہی دردناک پیرایہ سے لکھے گئے ہیں ۔ نہایت خوشخط عمدہ قابل دید ۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۴ر

تذکرہ بابر

ظہیر الدین بادشاہ غازی کی سوانح عمری یعنی اس شاہنشاہ عالی کا تذکرہ ہے جو ہندوستان میں خاندان مغلیہ کا بانی ۔۔۔ کے اصل دربار ۔۔۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۳ر

اور فقیروں سے جو اُس زمانہ میں تقدس اور نفس کُشی اور زہد کے سبب مشہور تھے ملاقات کی ناگور میں جو راجپوتانہ میں ایک چھوٹا سا قصبہ ہے اُس کی ملاقات ایک بزرگ سید یحییٰ بخاری صاحب صوفیہ سے ہوئی جو یہاں ایک تکیہ بنا کر [illegible] رہتے تھے۔ شیخ خضر یمانی کا اثر ایسا تھا کہ اب وہ اپنے وطن سیستان یا اپنے بزرگوں کے وطن عرب جانے کا ارادہ کرتے۔ ایسی سوسائٹی کے چھوڑنے کو اُس کا دل نہ چاہتا تھا۔ اس لئے سید یحییٰ بخاری کے اصرار سے اُس نے ناگور میں قیام کیا۔ یہاں [illegible] ہجری میں شیخ مبارک پیدا ہوا۔ بچپن میں اس نے اچھی تعلیم پائی۔ یہاں تک کہ ۱۴ برس کی عمر تک اس نے تمام درسی کتابوں کی تحصیل تمام کر لی تھی۔ لیکن [illegible] ہمیشہ اسے عزیزوں کا خیال رہتا تھا جو سیستان میں آباد تھے۔ اس لئے اُن کے ملنے کے لئے سندھ اور بلوچستان کے راستہ سے سیستان جانا چاہتا تھا۔ [illegible] سندھ [illegible] پہنچا ہی تھا کہ [illegible] کا انتقال ہو گیا۔

شیخ مبارک نے غالباً ناگور میں انہیں بزرگوں کی صحبت میں تربیت پائی۔ ابتدا میں شیخ مبارک کو سید یحییٰ بخاری کے ساتھ نہایت عقیدت تھی۔ [illegible] اس نے اُس بزرگ سے جہان گردی اور سفر کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ اُس زمانہ میں مسلمان بہت عمر میں سیر و سیاحت کرتے [illegible] لوگ بہت سفر کرتے [illegible] تھے اور یہ بات بھی یاد رکھنا چاہئے کہ وہ کچھ زادِ راہ یا نقد روپیہ لے کر نہیں چلتے تھے۔ [illegible] مشہور ہوتے تھے اور جہاں وہ جاتے تھے بیشمار مہمان نواز ان کے [illegible] مہمان نوازی کے لئے موجود رہتے تھے۔ لیکن شیخ یحییٰ صاحب نے بالفعل نوجوان [illegible] اس ارادہ سے باز رکھا۔ شیخ یحییٰ [illegible] اور ان کے جانشین شیخ عبداللہ [illegible] وفات کے بعد شیخ مبارک نے ناگور سے قدم باہر نکالا اور احمدآباد گجرات میں [illegible] آیا۔ اُس زمانہ میں ایک عالیشان شہر تھا جہاں تمام ایشیا کی مختلف قوموں کے آدمی آباد تھے جہاں کی بیرونی تجارت ہندوستان کے [illegible] شہر سے زیادہ تھی اور جہاں بے شمار عالم اور فاضل آدمی ہمیشہ موجود رہتے تھے۔ جو کچھ ہمارے زمانہ میں [illegible] ہے۔ اور سلاطین [illegible] کے زمانہ میں [illegible] خصوصی درجہ اُس زمانہ میں احمدآباد کو حاصل تھا۔ یہاں آ کر شیخ مبارک نے ہر مذہب کے لوگوں سے تعارف حاصل کیا۔ اور حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی۔ شیعہ ان سب فرقوں کے مذہب کی واقفیت پیدا کر کے درجہ اجتہاد حاصل کیا۔ جس فرقہ کی جو بات اسے

عمدہ خیال کی اُس نے اختیار کر لیا یہی بات ہمیشہ اس کی زندگی کا اصول رہی ہے۔ تصوف کی کتابوں کا وہ اکثر مطالعہ کرتا تھا اور ہمیشہ اُن کو اپنے پاس رکھتا تھا کیونکہ وہ خود صوفیہ بزرگوں کی اولاد سے تھا اور اُس کی تعلیم و تربیت اسی خیالات کے لوگوں میں ہوئی تھی شیخ محی الدین ابن العربی کی حقائق شیخ ابن فارس اور شیخ صدرالدین قونوی کی تصانیف زیادہ تر اس کے مطالعہ میں رہتی تھیں ٭

جس زمانہ کا ہم ذکر کرتے ہیں یعنی شیخ م[illegible] کے حالات ابتدائی زمانہ میں وہاں ایران کا ایک بہت بڑا فاضل [illegible] تھا جس نے ہر علم فلسفہ اور دیگر علوم پر لکھا کرتا تھا [illegible] ابوالفضل کی [illegible] تھا اور اس لئے [illegible] یا درس محقق طوسی کی تجرید [illegible] علی کی شرح اور [illegible] بوعلی سینا [illegible] پڑھاتے تھے یہ موقع مبارک کے لئے بہت اچھا تھا اور وہ [illegible] شریک ہوتا تھا اس سے [illegible] اور تصوف ہی کی کتابوں سے [illegible] ہوا تھا۔ مختلف فنون کے اصول معلوم کئے [illegible] کے خیالات [illegible] وسیع ہو گئے۔ علم [illegible] کو [illegible] محرم [illegible] سنہ ۹۵۰ ہجری میں ۲۵ برس کی عمر میں وہ آگرہ میں داخل ہوا یہ شہر اس زمانہ میں ہندوستان کا دارالسلطنت سمجھا جاتا تھا اور یہ وہ زمانہ ہے جب شیرخاں افغان نے عجیب [illegible] لیاقت [illegible] اور قومی ہمدردی سے ایک معمولی سپاہی کی حالت سے ترقی کر کے ہندوستان سے مغلوں کو نکال کر ایک افغانی سلطنت زبردست اور منتظم قائم کی تھی سنہ ۹۵۰ ہجری یا ۱۵۴۳ء میں شیخ مبارک مستقل طور سے آگرہ میں مقیم ہو گیا یہاں آہستہ آہستہ اُس نے شہرت حاصل کرنا شروع کی۔ بیشمار آدمی اُس کی ملاقات کو آتے تھے اور بہت سے اُس کے معتقد بھی ہو گئے تھے۔ بہت سے آدمی اُس کے پاس نذریں اور تحفے بھی لاتے تھے۔ لیکن یہ بہت کم لیتا تھا جو لوگ زیادہ اعتقاد کے ساتھ لاتے تھے اُن سے اپنی حاجت کے موافق قبول کر لیتا تھا ٭

یہاں شیخ مبارک صوفیوں ہی کی طرح نہ رہتا تھا بلکہ طالبعلموں کو درس بھی دیتا تھا اور اُنہیں سے اُس کی بے تعصبی اور صلح کل خیالات لوگوں میں پھیلے جاتے تھے اور وہ اُس زمانہ کے صوفیہ کا مرکز سمجھا جاتا تھا۔ اُس کی شہرت و نیکنامی کی وجہ سے

شیر شاہ اور سلیم شاہ نے اپنے اپنے عہد میں شیخ سے جاگیر قبول کرنے کی درخواست کی اور اگرچہ اُس کی معاش بہت قلیل تھی اور اُس زمانہ میں علماء اور فقراء بادشاہوں اور امیروں سے جاگیریں اور دیہات قبول کرنے میں انکار بھی نہ کرتے تھے لیکن شیخ نے شکریہ کے ساتھ انکار کیا ◆

۹۶۲ ہجری مطابق ۱۵۵۵ء میں جب ہمایوں دوبارہ ہندوستان میں آیا اور دہلی اور آگرہ پر قبضہ کر لیا تو اُس کے ساتھ ایران اور عراق کے بہت سے مجتہد آئے اور ان سے شیخ مبارک کی مجلس اور بھی گرم ہو گئی۔ یہ لوگ عموماً صاحب ذوق اور تربیت یافتہ ہوتے ہیں [illegible] شاعری تصوف وغیرہ کا اُن کو اچھا سلیقہ ہوتا ہے۔ ان کے آنے سے افغانوں کے تعصب [illegible] بلکہ شیخ نے کھلم کھلا صلح کل کے خیالات شائع کرنے شروع کئے ◆

جب ہمایوں کی وفات پر کچھ عرصہ [illegible] اُس سے [illegible] نے آگرہ پر قبضہ کر لیا [illegible] اُس کے [illegible] تبدیل حکومت سے شیخ کو بڑی ایذا پہنچی۔ لیکن [illegible] کی [illegible] کہ اُس کی ایذا [illegible] کو اندیشہ تھا۔ اس لئے انہوں نے چند معقول آدمیوں کو معذرت خواہی کے لئے شیخ کے پاس بھیجا اور شیخ کی سفارش سے بہت سے آدمیوں کی جانیں بچیں ◆

آخر کار ۱۵۵۶ء میں اکبر ۱۳ سال کی عمر میں تخت سلطنت پر بیٹھا۔ چار سال تک اُس کو کاروبار سلطنت سے زیادہ تعلق نہیں تھا اس کا اتالیق بیرم خان تمام کام نہایت مستعدی اور لیاقت سے انجام دیتا تھا۔ [illegible] کے بعد اکبر پر علمائے اسلام کا بہت اثر رہا لیکن افسوس ہے کہ اُس کے ساتھ ہی یہ کہنا پڑتا ہے کہ ان علمائے اسلام کا گروہ نہایت متعصب تھا اور اکبر کی بے دینی کا الزام زیادہ تر انہیں کی گردن پر ہے۔ [illegible] شیخ [illegible] کی شہرت [illegible] کے پھیلنے سے نہایت جلتے تھے۔ اور اُس وقت جبکہ شہنشاہ ہندوستان کی طبیعت پر اُن کو پورا اقتدار حاصل تھا انہوں نے اس کے ستانے اور ضرر پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ آگرہ کے سب مولوی ہمیشہ سے اُس کے دشمن چلے آتے تھے اب اُن کو ایک عمدہ [illegible] ملا کہ اُس کے خاندان کو ہمیشہ کے لئے نیست و نابود کر ڈالیں ◆

[illegible] ہندوستان میں ایک عجیب غریب فرقہ کا بہت چرچا تھا سلیم شاہ کے

زمانہ میں جب ہمایوں ہندوستان سے نکلا پھرتا تھا ایک شخص میر سید محمد جونپوری کہ اُس کے مرید مہدی موعود کہتے تھے اور اُس کے علم و فضل و رشد و اخلاق اور چال و چلن کی حد سے زیادہ تعریف کرکے بہت سے لوگوں کو معتقد کر لیتے تھے۔ شیخ مبارک ایک نیک چلن اور نیک نیت جوان بھی اس فرقہ میں یا سلسلہ مہدویہ میں شامل تھا۔ شیخ مبارک بھی اس نوجوان کی عقیدت تھی اور گو شیخ اس کو بہت سمجھاتا تھا لیکن وہ باز نہ آتا تھا۔ آخر کار اسی شخص مہدی اور شیخ کی ملاقات کے سبب سے علماء اس کو مہدوی کہنے لگے۔ مہدوی اس زمانہ میں سلطنت کے دشمن سمجھے جاتے تھے جیسے کہ وہ ہر زمانہ میں سمجھے جاتے ہیں۔ ملاؤں نے جلسوں پر جلسے کرنے شروع کئے اور مبارک کو مہدوی، بدعتی اور ملحد کہتے تھے ۔

یہ وہ زمانہ ہے جب اکبر بعض فرقہ کے آدمیوں کو بادشاہی محل میں بلا کر مناظرہ کرایا کرتا تھا۔ اس نے مبارک و علماء میں بھی بحثیں کرائیں۔ جب مبارک نے مہدوی ہونے سے انکار کیا تو علماء کو الزام پر الزام دینے شروع کئے تو ان کی عداوت کی آگ اور بھی بھڑک اٹھی اور وہ اس پر مہدویت اور تشیع کا الزام لگاتے تھے۔ اس زمانہ میں بادشاہ تو لڑائیوں میں مصروف تھا اور آگرہ میں علماء اور مبارک کی بحث و تکرار روز بروز بڑھنے کے سبب مخدوم الملک نے ایک بڑی سازش کی۔ عوام کو [illegible] بھی سنا لیا [illegible] بادشاہ کو ایسا بھڑکایا کہ آخر کار شیخ مبارک [illegible] کے سردار کو اختیار دے دیا ۔

بادشاہ سے اجازت پا کر شیخ عبدالنبی اور مخدوم الملک نے جو اس زمانہ میں مذہبی گروہ کا سردار تھا اور جس کو وہی اختیارات حاصل تھے جو قسطنطنیہ میں شیخ الاسلام کو اور ایران میں مجتہد باشی (مجتہد شاہی) کو ہوتے ہیں۔ مبارک کے گھر پر ایک بیشمار گروہ کو بھیجا کہ مبارک اور اُس کے بیٹوں کو پکڑ لائیں۔ مبارک کے دوستوں نے اُس کو بھی خبر دی اور گو اُس نے بھاگنے سے انکار کیا مگر اُس کے دوستوں نے اُس کو زبردستی وہاں سے نکال کر ایک محفوظ جگہ پر پہنچا دیا۔ جب آدمی اُس کے پکڑنے کے لئے اُس کے مکان پر پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ پرندہ اڑ گیا ہے۔ اور اُس سے انتقام نہیں لے سکتے اس لئے علماء نے بنا عمدہ اس کی مسجد کے منبر کو جہاں بیٹھ کر وہ اکثر وعظ کیا کرتا تھا اور اُس منبر کو مسمار کر دیا یہ واقعہ ۹۸۲ ہجری میں واقع ہوا ۔

یہ زمانہ وہ ہے جس میں شیخ مبارک اور اُس کے بیٹوں کی آئندہ عظمت کی بنیاد پڑی ۔

اگرچہ شیخ کو اس زمانہ میں [illegible] کی سختیاں اور مصیبتیں جھیلنی پڑیں لیکن [illegible] کی

شہنشاہی کی بنیاد پڑی تھی۔ اس واقعہ کو خوب یاد رکھنا چاہئے کہ اس سے سلطنت مغلیہ بلکہ سلطنت ہائے ہند کی آئندہ سو برس کی پالیسی پر بہت بڑا اثر پڑا۔

اب شیخ چونکہ بادشاہی حکم کے خلاف بھاگ گیا تھا اور بادشاہی حکام اُس کو ہمیشہ پکڑ سکتے تھے اس لئے اُس کو سخت مشکلیں پیش آئیں جس گاؤں میں وہ جاتا تھا اور وہاں ایک آدمی بھی مخالف جماعت کا موجود ہوتا تھا تو وہاں سے بھاگ کر دوسری جگہ چلا جاتا تھا غرض اسی طرح مصیبتیں جھیلتا ہوا شیخ سلیم چشتی کے پاس پہنچا جو اس زمانہ میں بادشاہ کا پیر تھا اور جس کی دعا سے جہانگیر پیدا ہوا تھا۔ شیخ نے کچھ زاد سفر دیا۔ گجرات جانے کی صلاح دی۔ وہ فوراً گجرات کی طرف روانہ ہوا جہاں اُس نے اپنی زندگی کا عمدہ حصہ یعنی طالبعلمی کا زمانہ بسر کیا تھا۔ مرزا عزیز کوکہ نے یہاں اس کے ساتھ عمدہ سلوک کیا بہت خاطرداری کی اور بادشاہ تک سفارش کی۔ مرزا عزیز کوکہ نے بادشاہ کو لکھا کہ شیخ مبارک ایک عالم اور پرہیزگار آدمی ہے۔ اُس کے بیٹے ہوشیار اور لائق ہیں۔ انعام میں اُس کو کوئی جاگیر نہیں ملی۔ پھر اُس کے ستانے اور جگہ جگہ تعاقب کرنے سے کیا حاصل؟ غرض بادشاہ نے شیخ مبارک کو اپنے دربار میں بلایا اور شیخ فیضی بھی جس کی شاعری نے شہرت پائی تھی اُس کے ساتھ آیا۔ یہ ملاقات نہایت تپاک سے ہوئی۔ اور فیضی بادشاہ کے پاس رہ گیا۔ مبارک نے اپنے دوسرے بیٹے ابوالفضل کو جس کی عمر اُس وقت بیس برس کی تھی دربار میں پیش کرنا مناسب خیال نہیں کیا۔

اب شیخ مبارک آرام سے بیٹھا اور چوبیس برس تک اپنے لائق اور ہونہار بیٹوں کی ترقی کو شکر اور خوشی سے دیکھتا رہا۔ وہ ہمیشہ اس کا حکم مانتے تھے اور بڑے بڑے کام بغیر اُس کی صلاح اور نصیحت کے نہ کرتے تھے۔ سنہ ۱۰۰۱ ہجری میں جبکہ اُس کے بیٹے سلطنت کے سب سے اعلےٰ عہدوں پر سرفراز تھے اور وہ اُن کا اقتدار اپنی آنکھ سے دیکھ چکا تھا۔ ۱۷ ذیقعدہ کو یہ عالم نیک اور بڑا آدمی نہایت اطمینان سے اس جہان سے گذر گیا۔

مبارک ایک سنجیدہ اور پرہیزگار آدمی تھا۔ گو اس کا باپ سیستان کا باشندہ تھا اور اس کے بزرگ عرب سے آئے تھے لیکن وہ خود ہندوستان میں پیدا ہوا تھا۔ اس لئے عبدالقادر بدایونی اور دیگر تاریخی مورخوں نے اس کو ناگوری لکھا ہے مگر فی الحقیقت وہ سیستانی ہے۔ بچپن میں اس نے معقول تعلیم پائی تھی۔ اور بڑے ہو کر اس نے ہر مذہب اور ہر علم کے اصول سے واقفیت پیدا کی اور طبیعت ایسی تھی کہ اس کے خیالات وسیع اور اصول میں ہمدردی علم تھا

اور چونکہ ہر فرقہ کے آدمیوں سے تپاک سے ملتا تھا اور ان کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا تھا اس لئے ہر مذہب کے متعصب آدمی اس کے ساتھ عداوت رکھتے تھے۔ وہ بہت بڑا عالم بھی تھا اور متقی صوفی بھی۔ اور جیسا کہ عبدالقادر بدایونی کی تاریخ میں اس کی مسجد کے منبر گرانے کے حال سے معلوم ہوتا ہے واعظ بھی تھا اور طلباء کو مختلف علوم پر درس بھی دیا کرتا تھا۔ اس کا گھر درویشوں اور خدا پرستوں کی خانقاہ تھی جہاں وہ اور اس کے بیٹے اور ستر آدمی اور رہتے تھے۔ انہیں میں عبدالقادر بدایونی بھی تھا۔ جو ابو الفضل اور فیضی کا سب سے بڑا دشمن ہوا ہے۔ اور جس کا ذکر آئندہ آئیگا۔ یہ ستر آدمی نہایت قناعت اور کفایت شعاری سے بارک کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے۔ اور بعض دفعہ جب کچھ اور میسر نہ آتا تھا۔ تو گیہوں ابال کر کھا لیتے تھے۔ اور دن رات فقیروں کی طرح خدا کی یاد میں مصروف رہتے تھے۔ ایسی ایسی باتوں سے لوگ اس پر عمل اور کیمیا کرتے لگے تھے۔ لیکن بعد میں جب اس کا بیٹا ملک الشعرا اور دوسرا وزیر اعظم ہو گیا تو اسکے عمل کا ان کو اور بھی یقین ہو گیا ہوگا۔

مبارک کا مذہب ٹھیک ٹھیک طور سے معلوم نہیں۔ اس کے بزرگ سنی طور پر حنفی کہلاتے تھے اور صوفی تھے۔ وہ خود بھی صوفی۔ مگر راگ اور حال و قال سے اس کو نفرت تھی۔ اور اس قسم کے صوفیوں کی مذمت کیا کرتا تھا۔ کسی فرقہ سے اس کو عناد نہ تھا۔ اور چونکہ ایرانیوں سے اکثر ملتا رہتا اس لئے اکثر شیعہ ہونے کا گمان کرتے تھے۔ مگر ابو الفضل کہتا ہے کہ وہ شیعہ نہیں تھا۔ لیکن اس فرقہ کے اصول سے خوب واقف تھا۔ مگر دہریہ اور ملحد ہونیکا جو الزام اس پر لگایا گیا ہے بالکل غلط ہے۔ وہ اکثر خدا تعالٰے کی عبادت میں مشغول رہتا تھا۔ جو شخص اس کی زندگی اور ترقی کا غور سے مطالعہ کریگا وہ اس عجیب و غریب آدمی کی متانت استقلال۔ بے تعصبی اور علمیت سے متحیر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

ابو الفضل کی پیدائش اور بچپن

جس زمانہ میں مبارک مستقل طور سے آگرہ میں مقیم ہو گیا تھا۔ اس کے گھر میں اتوار کی رات ۶۔ محرم ۹۵۸ھ کو ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام علامہ ابو الفضل خطیب کے ذوق کے نام پر ابو الفضل رکھا گیا۔ یہ مبارک کا پہلا بیٹا نہیں تھا۔ بلکہ اس سے پہلے ۹۵۴ھ میں ایک لڑکا پیدا ہوا تھا جس کا نام اپنے پیر کے نام پر مبارک نے ابو الفیض رکھا تھا۔

جب اُس بچے کی عمر ڈیڑھ برس کی ہوئی تو وہ خوب تمیز کرتا تھا۔ اور سب آدمی اسکی ہوشیاری سے متعجب ہوتے تھے۔ پانچ برس کی عمر میں بخوبی ہوشیار ہوگیا اور اس کے باپ شیخ مبارک نے جس نے اپنی آئندہ امیدیں انہیں دونوں بیٹوں پر باندھ رکھی تھیں اسکی تعلیم شروع کی بیٹا اور باپ دونوں نہایت احتیاط سے اسکی نگرانی کرتے تھے۔ اور علم والوں اور بری صحبت سے ہمیشہ بچاتے رہتے تھے۔ اور اُس نے کئی جگہ اپنی کامیابی کی وجہ اپنے باپ کی لیاقت اور ماں کی سلامت روی کو بیان کیا ہے چنانچہ ایک جگہ لکھتا ہے ؎

ابتدا بر مامکے با یک نیاز یدم چو طفلاں — زانکہ ہم مک قسم بود وہم بابائے من

ابوالفضل کو بچپن ہی سے اس زمانہ کے طریقہ تعلیم سے نفرت تھی۔ اور جس طریقے سے بچوں کو پڑھایا جاتا تھا اور جو کتابیں عام استعمال سے ان کی ابتدائی تعلیم کا جزو قرار پاگئی تھیں۔ کم عمر ابوالفضل ان کو جی لگاکر پڑھتا تھا۔ اکثر آدمی جو آئندہ بڑے بڑے عالم اور مصنف اور لکھنے والے ہوتے ہیں وہ معمولی درسی کتابوں پر توجہ نہ کرتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُس زمانہ میں بھی درسی کتابیں نا ترتیب ہوئی جیسا کہ ہمارے مکتبوں میں کچھ عرصہ گذرا کہ حروف تہجی کے بعد محمود نامہ شروع کرا دیتے تھے۔ غرض کچھ تو سبب جو ابوالفضل زندہ دلی اور شوق سے نہ پڑھتا تھا۔ یہ حال دیکھا تو باپ نے اپنے بیٹے کی تعلیم کیلئے اپنے اوپر محنت شاقہ اختیار کی۔ شیخ مبارک ہر مضمون پر جو اسکو پڑھانا منظور ہوتا تھا ایک رسالہ لکھ کر ابوالفضل کو دیتا تھا لیکن اس پر بھی اُس نے کوئی معتدبہ ترقی نہیں کی۔ بہت باتوں پر اس کے دل میں شکوک و شبہات پیدا ہوتے تھے۔ ذہانت کا یہ حال تھا کہ جو بات کورس کی کتب درسی میں ہوتی تھی اُس کے خیال میں بہت سے اعتراضات اُس پر آتے تھے لیکن کم عمری حیا اور شرم سے کچھ پوچھ نہ سکتا تھا۔ جب سبق پڑھ کر گھر آتا تو اپنے آپ کو ملامت کرتا تھا اور روتا تھا کہ میں کیا پڑھ کر آیا ہوں کہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ اور بہت باتوں پر اعتراضات وارد ہوتے تھے۔ جب استاد سے کوئی سوال کرنے کو ہوتا تو جرات نہ ہوتی تھی اور ہکلانے لگتا تھا۔ آخر کار اُس کی دوستی ایک ہم عمر سے ہوگئی۔ اور اس کے ساتھ مدرسہ میں داخل ہوکر باقاعدہ صبح سے پڑھنے لگا۔ غرض رفتہ رفتہ تمام درسی کتابیں جن کا پڑھنا اُس زمانہ میں طالب علم کے لئے ضروری سمجھا جاتا تھا۔ اس نے پڑھ لیں۔ [illegible] آج کل کی [illegible] کہا جاتا ہے۔ [illegible]

اس زمانہ میں اُس کی ایسی لیاقت تھی کہ ہر مضمون پر عمدگی سے بحث کر سکتا تھا اور جس
کتاب کو اُس نے کبھی نہیں پڑھا تھا اُسکے مضمون پڑھنے ہوئے سے اچھے جانتا تھا۔ اس کا
سبب زیادہ تر یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے باپ مبارک اور اپنے بڑے بھائی فیضی کے پاس رہتا
تھا۔ جہاں ہمیشہ علم کا چرچا رہتا تھا اور عالم آدمی آتے رہتے تھے۔ اس سے اُس کی بلند نظری
اور حوصلہ بھی بڑھتا رہتا اور اسی زمانہ میں اُس کے دل میں یہ خواہش پیدا ہو گئی
کہ اپنے باپ اور بھائی کی طرح میں بھی ایک بڑا آدمی بن جاؤں۔ اپنے باپ اور بزرگوں کی تعلیم
سے اس کی طبیعت میں جو مردہ اور پست ہوئی تھی جوش اور ولولہ پیدا ہو گیا اور گو
۹۷۳ھ / ۱۵۶۶ء میں وہ معمولی تحصیل تمام کر چکا تھا۔ لیکن اصلی لیاقت اور علمی اُنس اب تک
کم تھی۔ اس لئے وہ رسالے اور خلاصے جو باپ اُس کے لیے لکھتے تھے اُس نے اب
دوبارہ دیکھے اس دفعہ وہ خوب ہی سمجھ میں آتے تھے۔ اور اُن سے اُس کو بہت بڑا فائدہ ہوا۔
اب وہ دل و جان سے لکھنے پڑھنے اور بڑے بڑے مصنفوں کی کتابیں دیکھنے پر آمادہ ہو گیا
آیندہ نو دس سال یعنے چوبیس برس کی عمر تک اُس نے گویا ایک کتب خانہ میں زندگی بسر کی۔
جس جوش اور ارادہ سے وہ اس میں مشغول رہا اور کتابوں کے مطالعہ کرنے میں جو محنت شاقہ
اُس نے اٹھائی اگر اُس کا پورا پورا بیان کیا جاوے تو مبالغہ معلوم ہوتا ہے +

اس کے باپ کے کتب خانہ میں بہت سی نایاب اور مفید کتابوں کا ذخیرہ تھا اور اس کے
بڑے بھائی فیضی کو بھی کتابیں جمع کرنے کا بہت شوق تھا فیضی کی وفات پر اسکے کتب خانہ
میں (۴۶۰۰) چار ہزار چھ سو کتابیں پائی گئیں۔ جن نعمتوں کا ابو الفضل نے خدا کی جناب میں
شکر ادا کیا ہے اُن میں سے ایک یہ ہے کہ مجھ کو طالب علمی کے زمانہ میں نایاب و مفید کتابیں دیکھنے
کا موقع ملا۔ اور کسی سے مانگنے کی ذلت اٹھانی نہ پڑی غرض ۱۵ برس کی عمر سے اس نے تحصیل تمام کی ۲۴ برس کی عمر تک
ایک قسم کی دماغی زندگی (انٹلکچول لایف) بسر کی۔ دو دو دن تک کھانا نہ کھاتا تھا۔ اور کتاب
مشغول رہتا تھا۔ یہ حالت دیکھ کر لوگوں کو نہایت تعجب ہوتا تھا تو وہ اُن کو یہ جواب دیا
کرتا تھا کہ جب کوئی آدمی بیمار ہوتا ہے اور عرصہ تک کھانا نہیں کھاتا اور نہ پانی پیتا ہے
تو تم اُس کے زندہ رہنے پر تعجب نہیں کرتے میرے نہ کھانے پر کیوں متعجب ہوتے ہو +

اس زمانہ میں وہ زیادہ تر تصوف اور اخلاق کی کتابیں دیکھتا تھا اور اُس کا اثر
اُس کی آیندہ عمر بھر اور تصنیفوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ پڑھنے پڑھانے اور بحث کرنے کا [illegible]

کتابیں اُس کو حفظ ہو گئی تھیں۔ یہ کوئی ناممکن بات نہیں۔ کہتے ہیں کہ انگلستان کے بڑے مصنف اور مدبر لارڈ مکالے کو نو برس کی عمر میں سر والٹر سکاٹ کی نظم زبانی حفظ تھی + اور بہت سے لوگوں کا یہ قول تھا کہ اگر ملٹن کا کل کلام فوت ہو جاوے۔ تو مکالے اُس کی تمام جلدیں اپنے حافظہ سے لکھ سکتا ہے۔ یہی حال ہمارے ابوالفضل کا تھا +

اس کی جودت اور ذہانت کا یہ حال تھا کہ اکثر قدما کے کلام اُن کی تصانیف اور راویوں پر اعتراض کر بیٹھتا تھا اور جیسا کہ دستور ہے لوگ ایک لڑکے اور نوجوان طالبعلم کو بڑے آدمیوں پر اعتراض کرتے دیکھ کر ہنستے تھے اور بیچارے ابوالفضل کی ہنسی اڑاتے تھے۔ بعض آدمی خیال کرتے تھے کہ زیادہ پڑھنے سے اُس کے دماغ میں فتور ہو گیا ہے بعض اس کا سبب غرور اور جہل مرکب بتاتے تھے۔ نا تجربہ کاری کے سبب ایسی ایسی باتوں پر ابوالفضل کو نہایت غصہ آتا تھا اور اپنے دل میں پیچ و تاب کھا کر خاموش رہتا تھا۔ وہ کبھی کبھی اور طالب علموں سے بحث کر کے اُن کو عاجز کر دیتا تھا۔ اس کی تصانیف سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں اس میں کس قدر نخوت اور خود بینی پیدا ہو گئی تھی اور وہ اور آدمیوں کو جاہل مطلق خیال کرتا تھا لیکن اس ضعف کا علاج بعد میں شیخ مبارک نے کر دیا +

مُلا سعید الدین تفتازانی کی کتاب پر جس کو مطول کہتے ہیں میر سید شریف کا ایک حاشیہ ہے جس کو میر کہتے ہیں۔ ابوالفضل اس پر بہت اعتراض کیا کرتا تھا یہاں تک کہ اس کے ایک دوست نے ان اعتراضات کو قلمبند بھی کر لیا تھا۔ ایک دن اسی کتاب پر خواجہ ابوالقاسم کا حاشیہ ہاتھ لگا۔ اس میں دیکھا تو بہت سے وہی اعتراضات ہیں جو ابوالفضل کیا کرتا تھا۔ ایسی ایسی باتوں سے لوگوں کی رائے اس کی نسبت بدلنے لگی اور وہ اور طرح اور نظروں سے دیکھنے لگے اور ابوالفضل میں ایک بیوقوف اور گھمنڈی طالب علم کی جگہ ایک ذہین اور مستعد طالب علم اُن کو نظر آنے لگا +

اس کے حافظہ کا حال یہ تھا کہ طالب علمی کے زمانہ میں فاضل اصفہانی کا حاشیہ دیکھا تھا۔ ایک شخص کے پاس یہی حاشیہ اصفہانی موجود تھا۔ لیکن نصف سے زیادہ [illegible] گیا تھا اور لوگ اس سے فائدہ اٹھانے سے محروم تھے۔ ابوالفضل [illegible] بوسیدہ ورقوں کو الگ کر کے اُن کی جگہ [illegible] اس کو [illegible] سے لکھا شروع [illegible]

کے بعد اصل کتاب پوتھی ہاتھ لگ گئی۔ جب لوگوں نے مقابلہ کیا تو صرف دو چار لفظوں کا فرق تھا۔ چار لفظ قریب المعنی تھے اور باقی سب حرف بحرف صحیح تھا۔ اس سے لوگوں کو نہایت ہی تعجب ہوا اور وہ نوجوان ابوالفضل کو عزت کی نگاہ سے دیکھنے لگے۔

ابوالفضل کا دربار شاہی میں داخل ہو کر ترقی کرنا

جب ٩٧٤ھ / ١٥٦٧ء میں شیخ مبارک اور اس کے خاندان کی بادشاہ سے موافقت ہوگئی تو ان دونوں بھائیوں کے لئے ترقی کرنے کے واسطے ایک وسیع میدان کھل گیا۔ فیضی کو بادشاہ نے اپنے دربار کے شاعروں میں مقرر کیا اور اس نے وہاں لٹریچر اور شاعری میں جو جو کارنمایاں کئے ہیں وہ دنیا پر پوشیدہ نہیں۔ فیضی نے اکبر کے دربار میں جہاں ایشیا کے تمام فارسی بولنے والے ملکوں کے بڑے بڑے شاعر موجود تھے۔ ملک الشعراء کا خطاب اور درجہ پایا۔ اور سنسکرت کے لٹریچر کا دروازہ مسلمانوں پر کھول دیا جس سے مسلمان بہت کم مستفید ہوئے تھے اور جو لوگ اس سے واقف تھے وہ بھی کوئی بڑی تصنیف چھوڑ کر نہ گئے تھے۔ سنسکرت کی بیشمار کتابوں کا ترجمہ فیضی نے خود کیا یا اُن کو صحیح کیا۔ بعض مصنفوں نے فیضی کی نسبت ایک عجیب حکایت لکھی ہے جس کی صداقت اکثر معرض شک میں ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ بنارس میں ایک پنڈت ... سے چھپ کر ایک مشہور فاضل سے سنسکرت کی تحصیل کی۔ کچھ عرصہ کے بعد یہ بات اس پنڈت پر کھل گئی اور رنج و غصہ سے اُس نے خودکشی کا ارادہ کیا۔ فیضی نے مشکل سے اپنے اُستاد کو اس عزم سے باز رکھا مگر اس شرط پر ہندوؤں کے مقدس ویدوں کا ترجمہ کبھی نہ کرے۔

فیضی نے اس شرط کو دیانتداری سے پورا کیا۔

غرض فیضی کی بادشاہ کے دربار میں بڑی شہرت تھی اور سنسکرت کی بڑی بڑی کتابوں کا ترجمہ کرنا اس کے سپرد تھا۔ ٩٨١ھ / ١٥٧٤ء میں اس نے اپنے چھوٹے بھائی ابوالفضل کو بادشاہ کے دربار میں پیش کیا۔ اس وقت ابوالفضل کی عمر صرف ٢٣ سال کی تھی اور اس کے آنے سے اکبر کی ... سال اس کے دربار شاہی میں آنے کے متعلق ہوا تھا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible] نے بیان میں لکھا ہے کہ اس زمانے میں ابو الفضل جس کے علم و فضل کا
[illegible] درخشاں تھا دربار میں گیا اور بادشاہ کی اس پر بہت عنایت ہوئی ۔

معلوم ہوتا ہے کہ اس سال ابو الفضل کو کوئی خدمت سپرد نہیں ہوئی تھی۔
وہ صرف اپنے بھائی فیضی کے یہاں آیا تھا اور اس نے دربار میں اس کی [illegible] کی
تھی۔ دوسرے سال ابو الفضل پھر اکبر کے دربار میں آیا۔ اس وقت اس کی شہرت
ہندوستان کے اطراف و اکناف میں پھیل گئی تھی۔ اس سال کے واقعات میں بدایونی
لکھتا ہے کہ ابو الفضل جس کو اب علامی کہتے ہیں دوبارہ دربار میں آیا۔ اس نے تمام
جہان میں شہرت حاصل کی اور چراغ دن کو جلایا کا اپ کی بار ابو الفضل نے آیت الکرسی
کی تفسیر جو خود اس نے لکھی تھی پیش کی۔ اس کا بہت چرچا ہوا اور لوگ اس نوجوان
شخص کی یہ لیاقت اور شہرت دیکھ کر تعجب کرتے تھے۔ چنانچہ عبد القادر بدایونی
لکھتا ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ تفسیر اس کے باپ نے لکھی ہے ۔

دربار میں آتے ہی اس کی شہرت دفعتاً تمام ہندوستان میں پھیل گئی۔ تمام علماء
اور امراء اس سے حسد کرنے لگے اور انہوں نے اس کی ہر تصنیف اور انشا کو سرقہ بتایا اور کہا
کہ یہ اس کے باپ مبارک کی تصنیف ہے۔ دربار کے فضلاء نے جلسے کئے اور اس کو بلا کر
مباحثے کئے۔ لیکن مباحثوں سے ان کو اور بھی نقصان پہنچا۔ سب کو معلوم
ہو گیا کہ دربار کے لائق آدمیوں میں ابو الفضل سب سے زیادہ لائق ہے ۔

ہر شخص کو جب وہ دنیا میں قدم رکھتا ہے اور اپنی زندگی کی رفتار شروع کرتا ہے
لوگوں کے دلوں پر اپنی دیانت اور لیاقت کا سکہ جمانے کے لئے ایک عرصہ درکار ہوتا ہے
وہ بہت آہستہ آہستہ چھوٹے چھوٹے عہدوں سے ترقی کر کے بڑے بڑے عہدوں پر
پہنچتا ہے۔ لیکن ابو الفضل کی برتری کا ثبوت بہت جلد ہو گیا۔ اس نے بہت تھوڑے
عرصہ میں بادشاہ کے دربار میں بلکہ اس سے بھی زیادہ بادشاہ کے دل میں اپنی عظمت
و عزت قائم کر دی۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ابو الفضل نے اس قدر [illegible]
[illegible] اپنی لیاقت اور ہوشیاری سے حاصل کی [illegible]
[illegible] کی سفارش کے خود بادشاہ کی [illegible]
[illegible] ابو الفضل [illegible] زندگی [illegible]

سلطنت کے اعلیٰ ترین عہدے پر نہ پہنچ سکتا تھا وزارت اور خصوصاً وزیر اعظم کا عہدہ مسلمانوں میں صرف علم و فضل کی تخصیص سے کبھی نہ دیا جاتا تھا۔ اور خصوصاً اس عہد میں جس میں ابوالفضل پیدا ہوا تھا۔ اکبر جو اس وقت ہندوستان کے تخت سلطنت پر تھا ایسا مشہور بادشاہ ہے اس کے حالات بیان کرنے کی یہاں کچھ ضرورت نہیں لیکن اس کی لیاقت اور خصلت کا [illegible] فارسی اور [illegible] ملل کرتے ہیں۔ وہ ایک نیک طبیعت [illegible] تھا وہ ذہین بھی تھا۔ مگر جاہل۔ بہادر بھی تھا [illegible] اس سے [illegible] یافتہ نہ ہونے کا نتیجہ تھا۔ چار سال تک وہ بیرم خان کی [illegible] رہا۔ جب [illegible] خود مختار ہونا چاہا تو اس کو اپنے امرا اور [illegible] لڑائیاں لڑنی پڑیں اس سے وہ چست و چالاک [illegible] بن گیا تھا۔ [illegible] سب آدمیوں سے زیادہ جلد اثر پذیر تھا۔ ایک [illegible] اثر میں تھا جو ہمیشہ غیر قوموں اور غیر مذہبوں کو اور [illegible] اپنے فرائض مذہبی اور اعمال حسنہ سے غافل تھے۔ [illegible] چشتی اور سلیم چشتی کا اعتقاد رکھاتھا [illegible] کا اثر پڑا [illegible] وزیر اعظم ہونے کے لئے علمی لیاقت کافی نہیں ہو سکتی۔ اکبر بیشک عالموں کی قدر [illegible] محبت سے اور تعظیم سے ان کے ساتھ ملتا تھا لیکن ان کا کام [illegible] کتابیں تصنیف و ترجمہ کرنے کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ ابوالفضل نے آخر کار اس [illegible]

معلوم ہوتا ہے کہ دربار میں داخل ہوتے ہی اس کا مقصد [illegible] ایک خاص بات تھی۔ وہ یہ تھی کہ وزیر اعظم کے درجہ تک پہنچے اس لئے اس کی کوشش اسی کی جانب ہوتی تھی۔ لیکن یہاں ہندوستان میں اس کے لئے [illegible] اور علمی لیاقت سے بھی زیادہ ایک اور چیز کی ضرورت تھی وہ یہ [illegible] ہے۔ بادشاہ ایک غیر زبان بولنے والی قوم پر جس کا مذہب معاشرت اور خیالات بالکل علیحدہ بلکہ بعض حالتوں میں متضاد ہوتے تھے حکومت کرتے تھے۔ ایسی سلطنت کے قیام کے لئے زبردست فوجی طاقت کا ہونا ضروری تھا جو ہر موقع پر مخالف طاقتوں کو جو اس کے مقابل میں صف آرا

[illegible] پیر کرسکتے تھے یہ وہ ہے کہ جیسا مظفر جنگ تمام کاروبار سلطنت کا مدار ہوتا تھا اور [illegible] بڑے بڑے سپاہی سپہ سالار ہوتے تھے۔

لیکن ابو الفضل کی تمام عمر گویا ایک کتب خانہ اور خانقاہ میں گذری تھی۔ اس کا دماغ کتابوں نے کھا لیا تھا۔ وہ خود اپنی نسبت ایک جگہ لکھتا ہے

دود چراغ خوردہ شب تو ہو دہ ام بروز معدوم از زمانہ دماغ طراوتی

جیسے چراغ کا دھواں کھا کر (مطالعہ کرکے) رات سے صبح کی ہے۔ اگر میرے دماغ میں تازگی اور طراوت نہ ہو تو میں معذور ہوں۔ مگر اس کا جسم قدرتاً توانا تھا اور مضبوط۔ وہ جسمانی اور دماغی محنت کی برداشت کرسکتا ہے۔ اگر کافی محنت اور سختی گوارا کرے [illegible] میں جس میں انسان کامیاب ہو لے وہ کامیاب ہوسکتا ہے۔ اب اس نے دربار میں داخل ہوتے ہی وہ فنون جنگ سیکھنے شروع کئے جو اُس زمانہ کے لحاظ سے عمدہ سمجھے جاتے تھے۔ اور اُن کے حاصل کرنے میں اُس نے کوئی محنت باقی نہ چھوڑی۔ تلوار، بندوق، تیر اور سب ہتھیاروں کا استعمال کرنا۔ گھوڑے پر سوار ہونا۔ اور لمبے لمبے کوچ کرنے کا عادی ہونا۔ کھانے اور پینے کی تکلیف برداشت کرنا غرض تمام فن سپاہیوں کے لئے ضروری تھے سیکھے۔ اب اس کی یہ خواہش تھی کہ مجھ کو کسی [illegible] یا دکن کے جنگلوں میں بھیجا جاوے اور وہاں اپنی سپہ سالاری اور لیاقت حربی دکھانے کا موقع ملے۔ اور وہاں دکن میں فتوحات کرسکے۔ اور کارنمایاں دکھا کے وزیر اعظم کے عہدہ کا استحقاق حاصل کرے لیکن اُس کی یہ خواہش پوری ہوئی۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد بغیر کسی سپہ گری کے مقام کے مل گیا جس طریقے سے ابو الفضل نے مختلف عہدوں پر ترقی پائی اُس کا مفصل حال [illegible] غالباً [illegible] ہجری میں یعنے دربار میں داخل ہونے کے [illegible] سال بعد جبکہ اُس کی عمر ۴۳ سال کی تھی وہ ہندوستان میں سب سے زیادہ معزز عہدہ پایا سمجھا جاتا تھا اور وزارت [illegible] اس کا درجہ سب سے برتر تھا۔

ابو الفضل منشی اور مصنف

[illegible] میں [illegible] ہے تیموریوں کے فاضل [illegible] لیاقت [illegible] فارسی
زبان [illegible] تسلیم کرتے گو ایک قومی جنگ سمجھتے ہیں۔ اور ہندوستان [illegible] کی عزت
یکساں ہوتی ہے۔ اردو - فارسی زبان کا ایک مسلّم منشی مانا جاتا ہے [illegible]
فارسی [illegible] ہندوستان میں موجود ہیں وہ ابوالفضل کا [illegible] دیتے ہیں [illegible]
فارسی زبان پر سب سے زیادہ قادر مانتے ہیں۔ اس کے رقعات اور تحریریں اس کے
بھانجے عبدالصمد ابن افضل محمد نے ایک بڑی جلد میں جمع کئے ہیں اور ان کو تین
دفتروں پر تقسیم کیا ہے۔ پہلے دفتر میں وہ نامے ہیں جو شہنشاہ ہندوستان کی
طرف سے ایران - توران یا دکن کے بادشاہوں اور شرفائے ملک کے نام لکھے گئے
ہیں - یا بادشاہی فرمان او سرکلر ہیں جو سلطنت کے تمام صوبہ داروں عہدہ داروں
شہزادوں کے پاس روانہ کئے ہیں دوسرے دفتر میں وہ عرائض اور خطوط ہیں جو ابوالفضل
نے اکبر یا شہزادوں اور اپنے دوستوں کے نام لکھے ہیں۔ اور اسی مجموعہ میں وہ خط ہیں جو
نہایت اقبالمندی کے زمانہ میں عجز۔ انکسار محبت اور مروت کے ظاہر کرنے کے لئے
اس نے اپنے باپ شیخ مبارک کو لکھے ہیں۔ تیسرے دفتر میں ابوالفضل کے نتیجے
تصانیف کے متعلق ہے۔ کتابوں کے انتخاب خلاصے [illegible] کے شرح [illegible] ابوالفضل
کی رائے۔ اور [illegible] مضامین (ایسے) ہیں جن میں لارڈ بیکن کی طرح وہ کسی اخلاقی [illegible]
مسئلہ پر اپنی رائے لکھتا ہے۔ اور لوگوں کو نصیحت کرتا ہے۔

یہ مجموعہ جس کو تین دفتر ابوالفضل کہتے ہیں فارسی کا پہلا مجموعہ ہے جس میں
ایک بڑے آدمی کی سرکاری اور ذاتی تحریریں اور خط پبلک کے سامنے لائے گئے ہیں۔
ابوالفضل کا طرز تحریر ماننے والے سب نے تسلیم کر لیا ہے اور سلطنت کے فرمانوں
اور قصوں میں ابوالفضل کا کلام معیار قرار دیا گیا ہے۔ تیموری بادشاہوں کے عہد
میں امیروں کے خطوط میں - غریبوں کی عرضیوں میں - بادشاہوں کے آپس کے نامہ
و پیام میں [illegible] ابوالفضل پایا جاتا ہے۔ [illegible] زمانے سے جب ابوالفضل
[illegible]

[illegible]

فارسی زبان کو دفتروں سے موقوف کیا۔ دفتروں کی زبان ابوالفضل کی زبان تھی۔ ہزاروں کتابیں انشا کی ابوالفضل کے طرز پر لکھی گئیں اور لوگوں نے بڑے بڑے آدمیوں کے پرائیویٹ خطوط کو جمع کرنا شروع کیا تا اُن کے طرز تحریر اور اُن کے لکھنے والوں کی عادت خصلت اور خیالات کے طریقہ تک عوام کو آگاہی ہو۔ جو شخص اکبر کے زمانہ کے طرز تمدن معاشرت۔ لٹریچر اور خیالات کی تاریخ لکھنی چاہے۔ اُس کو ابوالفضل کے دفتروں سے بڑی مدد مل سکتی ہے ۔

لیکن شاید ابوالفضل سے بھی زیادہ رقعات عالمگیری مقبول ہوئی ہے۔ جس میں اس زبردست اور عالی دماغ بادشاہ نے جس کو مورخوں نے اس قدر بدنام کیا ہے اپنے خیالات نہایت آسان اور سادہ زبان میں بیان کئے ہیں۔ لیکن فارسی بولنے والے اور فارسی لکھنے والے آدمیوں کے رواج عام نے رقعات عالمگیری کو مبتدی کے لئے اور ابوالفضل کو منتہی کے لئے مقرر کیا ہے۔ جس قدر اور رقعات جمع کئے گئے اور لکھے گئے اگرچہ وہ ان دونوں مجموعوں کے بعد شائع ہوئے مگر وہ اصلیت ان میں کہاں۔ غدر سے پہلے یہ بات نہایت عام تھی کہ بیشمار ہندو اور مسلمان طالب علم کسی اچھے فارسی داں کے گرد بیٹھے ہوئے ابوالفضل کا سبق پڑھا کرتے ہیں اور اس کے مشکل اور دقیق لفظوں کے سمجھنے کے لئے بار بار حاشیہ پر یا لغت کی کتابوں میں نظر ڈالتے ہیں۔ اگرچہ فارسی زبان اور اس کا اثر ہندوستان سے معدوم ہوتا جاتا ہے اور بہت کچھ معدوم ہو چکا ہے لیکن اب بھی سیکڑوں امرا اور اہل طلباء صنعت لیاقت حاصل کرنے اور دل بہلانے کے لئے ابوالفضل کے دفتر دیکھتے ہیں۔ اور اُس سے عبرت۔ نصیحت۔ اخلاق اور دانائی کا سبق پڑھ سکتے ہیں ۔

ابوالفضل کا طرز تحریر

ابوالفضل کا کلام بہت دقیق اور مشکل خیال کیا جاتا ہے اور اس کے ہر فقرے اور ہر سطر میں استعارے بھرے ہوئے ہوتے ہیں [illegible] ابوالفضل شاید سب سے زیادہ عربی الفاظ استعمال کرتا ہے [illegible] فارسی

[illegible]

[illegible] اور [illegible]

[illegible] کی حد بڑھ گئی ہے جس کو ایک انگریزی مترجم نے الفاظ کی بھرمار سے لکھا ہے [illegible] کے فقروں میں بہت دور جا کر لکھی ہے اصل عبارت [illegible] جملوں سے مالا مال ہوتی ہے۔ مثلاً ان چند سطروں میں [illegible] احسن کما احسن اللہ الیک ہمگی توجہ بہ تمہید قواعد رافت و تاسیس مبانی نصفت و شفقت اند و عاطفت مبذول داشتہ حدائق آمالی و آمال ایشان را از رشحات سحاب مکرمت و احسان و قطرات مطرات فضل و امتنان تازہ و سرسبز میدارم و ہمیشہ نہاد خاطر فیاض آں بودہ است کہ چوں ازیں مہمات فراغ کلی دست دہد بہ رقم عنایت الٰہی و ہدایت ازلی کفار فرنگ کہ در جزائر دریائے شور آمدہ سر بشورش انگیزی بر آوردہ اند و دست تعدی بہ زائران حرمین شریفین ہما اللہ شرفاً و تعظیماً دراز کردہ خود بتوفیق ایزدی متوجہ شدہ آں راہ را از خس و خاشاک پاک سازد۔ [illegible] نبوی اور [illegible] عربی الفاظ استعمال کئے ہیں اور اگر چند فقرے [illegible] میں سے [illegible] سمجھ لئے جاتے تو بہت دور جا کر خبر نکلتی۔

ملک ایران اور ہندوستان میں بہت سے آدمی ہیں جو عربی الفاظ فارسی اور اردو میں [illegible] استعمال کرنے کو برا سمجھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ جہاں تک ہو سکے خالص پارسی یا ہندی کے لفظ مصنف اپنے کلام میں لائیں۔ ایسا ہی انگلستان کے بہت سے مصنف اور انشا ان لفظوں کی کثرت سے استعمال کرنے کی مخالفت کرتے ہیں جو فرانسیسی یا لاطینی زبان سے لئے گئے ہیں۔ پروفیسر میکلی ان نے اپنی کتاب [illegible] کی چند سطریں نقل کی ہیں جن میں نہایت زور شور سے لکھا ہے کہ صرف اصلی اور خالص سیکسن (انگریزی) لفظوں کا استعمال کرنا چاہیے کیونکہ ان سے [illegible] معلوم ہوتی ہے اور کلام کا زور بڑھ جاتا ہے مگر ان [illegible] میں [illegible] لفظ ایسے استعمال کئے ہیں جو [illegible]

[illegible]

[illegible]

یعنے پابندی سے [illegible] زیادہ [illegible] ہیں لیکن [illegible] ان محدود زبانوں میں
کتنی مناسب [illegible] پیدا کر [illegible] مولوی عربی الفاظ
[illegible] نہیں ہے [illegible] ہیں اور [illegible]
زبانوں میں لفظ کا [illegible] خود بخود ان کے قلم سے نکل جاتے ہیں
[illegible] کے کلام سے معلوم ہوتا ہے [illegible] پوری [illegible]
[illegible] کے لئے [illegible] کو ترک کرنا [illegible] تھا [illegible] اپنے کلام [illegible] پیش کرنا چاہتا
[illegible] کے ساتھ [illegible] دو متکلمان [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کھا لیتا ہے

[illegible]
[illegible] کلام اپنی عبارت [illegible]
[illegible] ہو جیسا کہ اکبر [illegible] کے
[illegible]
[illegible] یہاں [illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] جو [illegible]
[illegible] لیتے [illegible] بہت کم
[illegible] ان کے بعد [illegible]
[illegible]

[illegible] زیادہ [illegible]
[illegible] قرآن [illegible] تفسیر [illegible]
[illegible] کے زمانہ تک [illegible] لکھی ہے [illegible] ایک خطہ [illegible]

ابوالفضل کی علمیت

ایشیا میں بہت کم آدمی ایسے ہوئے ہیں جن کو موجودہ اور آیندہ نسلوں نے ان کی قابلیت اور تبحر ظاہر کرنے کے لئے کوئی لقب دیا ہے۔ یہ لقب نہایت مختلف ہوتے تھے اور تقریباً ہر شخص کو اس کے معتقد اور حوالی ایک لقب دیتے تھے۔ یہ بات عام علماء اور آیندہ نسلوں کی قدر اور انداز پر چھوڑ دی جاتی تھی کہ آیا وہ اس لقب کو تسلیم کرتے ہیں یا نہیں۔ خواجہ نصیر الدین [illegible] کو محقق طوسی، مولانا [illegible] اور بہاؤ الدین عاملی کو علامہ حلی اور علامہ بہائی، فخر [illegible] اور غزالی کو امام رازی اور امام غزالی، مولوی عبد العلی کو بحر العلوم، قاآنی [illegible] الشعرا، یہ لقب جن کو نسلوں نے ہر زمانہ میں تسلیم کیا ہے لیکن یہ لقب [illegible] بادشاہ [illegible] نے عطا نہیں کئے بلکہ خود قوم نے اور قوم کے [illegible] نے [illegible] کر دیئے ہیں اور ان کی عزت [illegible] سے زیادہ [illegible] کوئی [illegible] اسی شخص کو دیتی۔ ابوالفضل [illegible] قوم [illegible] بادشاہ سے نہیں [illegible] نہایت عجیب ہے کہ [illegible] ۹۸۲/۷۶ [illegible] عمر صرف ۲۵ سال کی تھی اس کو [illegible] عالیشان خطاب سے یاد کرتے [illegible] ابوالفضل سے چار سو سال پہلے سے مسلمان ہندوستان میں [illegible] آباد تھے لیکن ابوالفضل کی عزت اور وقار کے لئے یہ بات بیان کی جاتی ہے کہ وہ پہلا شخص ہے جس نے ہندوستان میں علامی کا خطاب پایا اور اس کے بعد صرف ایک دو شخص اور ہوئے ہیں جو اس لقب سے پکارے جاتے ہیں [illegible] شاہ جہاں کا اتالیق اور منتظم وزیر سعد اللہ خاں ہے جس کو علامی سعد اللہ خاں کہتے ہیں۔

صرف [illegible] اور سب سے زیادہ معزز رعایا ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ خود [illegible] ذاتی لیاقت اور علمی قابلیت کی وجہ سے اس بڑے آدمی کو علامی کہا گیا ہے۔ [illegible] بہت ہوئے ہیں جو ابوالفضل سے زیادہ طاقتور اور با اثر تھے لیکن ان میں کوئی علامی نہیں ہے۔ اس زمانہ میں جس قدر مشہور اور پڑھنے کے لائق کتابیں اس کو دستیاب ہو سکتی تھیں کوئی ایسی نہ تھی جو ابوالفضل کی نظر سے نہ گذری ہو۔

[illegible] کے حصول میں ہوا میدان [illegible] بادشاہ کے دربار میں باپ کی عبادت
میں کوئی [illegible] ہوتا تھا کہ ابوالفضل اپنے مطالعہ کے وقت میں بچے جیسی کرتے
لگی [illegible] تمام عمر وہ طالب علم رہا اور یہی بات اُس کی اس قدر علمیت کا باعث
تھی۔ [illegible] اس سے حسد کرتے تھے۔ اور بڑے بڑے جرنیل اور امیر سب تاسف
ملتے تھے۔ کہ اس طالب علم پر بادشاہ کی اس قدر مہربانی کیوں ہے؟ ہر شخص کو جو
عالم ہونا چاہتا ہے اور علم و فضل کے وسیلے سے نام پیدا کرنا چاہتا ہے یہ بات یاد
رکھنا چاہیے اور اس پر عمل کرنا چاہیے کہ کوئی شخص پورا عالم نہیں ہو سکتا جب
تک کہ بستر مرگ پر بھی وہ طالب علم نہ ہو۔ یہی تمام کامیابی کی جڑ ہے اور یہی [illegible]
تبحر معدود و اقفیت اور علم کا سبب تھا۔ فیضی کا تمام کتب خانہ ابوالفضل کے لئے
کھلا ہوا تھا جس میں سے اس زبردست شاعر کی وفات پر ۴۳۰۰ جلدیں نکلی
تھیں۔ اُس زمانہ میں جبکہ چھاپہ خانہ کا ہندوستان میں نام بھی نہ تھا۔ یہ کتابیں
چار قسم کی کتب خانوں میں تھیں:۔

(۱)۔ تاریخ علم اللسان۔ طب۔ انشا۔ اور علم ادب کی الماری ۔
(۲)۔ نظم ۔ اخلاق۔ علم موسیقی ۔
(۳)۔ فلسفہ۔ تصوف۔ ریاضی۔ اور نجوم ۔
(۴)۔ تفسیر۔ فقہ۔ حدیث۔ اصول ۔

اُس کی لیاقت ایشیا ہی کے مصنفوں نے نہیں بلکہ یورپ کے مصنفوں نے
نہایت تعریف لکھی ہے۔ سر ولیم جونز جنہوں نے اپنی ساری عمر عربی اور سنسکرت
کی تحصیل میں صرف کی لکھتے ہیں کہ "ابوالفضل ایک عالم اور عمدہ مصنف تھا۔
اور یورپ کے اور مورخوں نے کسی قدر مبالغہ سے لکھا ہے کہ ایشیا میں جتنے
مصنف ہوئے ہیں ابوالفضل سب سے عمدہ تھا۔"

اُس کا قاعدہ تھا کہ جب کسی کتاب کو اوّل سے آخر تک پڑھ چکتا تھا تو اُس کے
[illegible] یا جو کچھ اُس وقت اُس کی طبیعت کی حالت ہوتی [illegible]
[illegible] اُس کے [illegible] لکھے [illegible]
[illegible]

[illegible] تھا [illegible] ل

[illegible] ایک [illegible] تھا [illegible] تھا۔ اسی [illegible] ہے

[illegible] کی تحفۃ العراقین [illegible] کی کلیات پر [illegible] انوری [illegible] خاقانی کی [illegible]

[illegible] اور [illegible] سے [illegible] پر اس کے [illegible]

[illegible] محقق طوسی کی کتاب وصاف [illegible] شرح [illegible]

[illegible] لکھے ہیں۔ اور فیضی کی کتاب ادوار پر اس کی طویل تقریظ موجود ہے۔

[illegible] جس نے تزک جہانگیری کا تکملہ اور دیباچہ لکھا ہے اُس میں ابوالفضل کے متعلق بیان میں لکھتا ہے کہ اگرچہ وہ (شیخ ابوالفضل) ہندوستان کے شیخ زادوں (پیرزادوں) میں سے تھا مگر اُس کا دماغ (قدیم) یونان کا تھا۔ ابوالفضل کا بڑا بھائی ابوالفیض فیضی بھی جس کی شاعری اور انشا پردازی [illegible] تمام ہندوستان میں مانی جاتی ہے اور جو اکبر کے دربار میں بڑا شاعر تھا اپنے ایک فخریہ قصیدہ میں لکھتا ہے

جائے کہ ز بلندی و پستی سخن رود — از آسمان بلند تر و از خاک کمترم

یا ہمچنیں پدر کہ نوشتم نگارش — در فضل مفتخر ز گرامی برادرم

"جس جگہ بلندی یا پستی کا ذکر ہو میں آسمان سے زیادہ بلند اور زمین سے زیادہ پست ہوں۔ اور جیسا اپنے باپ سے جس کی بزرگیاں [illegible] لکھی ہیں [illegible] چھوٹے [illegible] سے فخر [illegible] پھر آگے چل کر لکھتا ہے

[illegible] میان من و او [illegible] کمال — در عمر [illegible] سالہ [illegible]

[illegible] اور اس میں کمال (لیاقت) کے لحاظ سے [illegible] کا تفاوت ہے اگرچہ عمر میں [illegible] سے [illegible] سال کا بڑا ہوں۔

[illegible] شبہات اور شک کا اثر

[illegible]

بات کا اُس کو یقین نہ ہوتا تھا اور دل میں شک و شبہات ہمیشہ پیدا ہوتے رہتے تھے۔ غور کرنے والوں کا حال ایسا ہی ہوتا ہے کارلائل (۲۸) کی بھی ایک زمانہ میں یہی حالت تھی وہ زمانے کے شور و شغب سے بہت گھبراتا تھا۔ اور قریب تھا کہ دہریہ یا دیوانہ ہو جائے مگر مبارک نے اُس کا علاج کر دیا اس نے [illegible] میں خدا کی عظمت و قدرت کے خیالات ڈالنے شروع کئے اور اُس کو یہ تعلیم دی کہ سب آدمی یکساں ہیں اُن سے یکساں برتاؤ رکھنا چاہئے خدا تعالےٰ کے رحم اور [illegible] کے خیال سے ابوالفضل کو بھی تسلی اور تقویت [illegible] چنانچہ جہاں لکھتے لکھتے اُس کی طبیعت پریشان ہو جاتی تو وہ جگہ جگہ تعجب یا [illegible] اور اُداسی میں خدا کی ذات [illegible] اُٹھاتا ہے اور سیکڑوں جگہ ایسے کلمے لکھتا ہے کہ الٰہی دیدہ بینائی یا [illegible] دلی درد [illegible] حاصل [illegible] بہ شریعت گاہ تسلیم وصف بردہ مصلح کل عنایت فرما از کشمکش کون و فساد [illegible]

یہ اُس کی مذہبی طبیعت اور میلان طبع کا نتیجہ تھا کہ وہ انسان کی ہر کوشش کو بے سود سمجھا کرتا تھا [illegible] اُس نے [illegible] وہ ہر کام میں خدا کا ہاتھ دیکھتا تھا اور جب اُس پر کوئی مصیبت پڑتی [illegible] یہ سمجھ کر کہ [illegible] دل میں صبر اور ظاہر میں شکر کرتا تھا۔ گو چند لوگ [illegible] ذلیل ترین شخص سمجھے مگر انانیت اُس میں ضرور کسی قدر باقی تھی [illegible] مصنفوں کی طرح جب کبھی اپنا نام [illegible] لاتا تھا۔ وہ اپنے اس عیب سے واقف تھا اور اس کے عوض اپنی تحریرات میں اپنے تئیں سخت ملامت کرتا تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ تقدیر سب کچھ ہے اور تدبیر کوئی چیز نہیں اور اس کمزوری کے دفع کرنے کی قدرت اُس میں نہ تھی۔ لیکن اُس کی عملی زندگی کوشش اور تدبیر کرنے والوں کے لئے ہمیشہ ایک [illegible] اور عمدہ مثال رہے گی۔

آئین اکبری اور اکبر نامہ

یہ دو کتابیں ہیں جن سے ابوالفضل کا نام آئندہ نسلوں میں ہمیشہ یادگار رہیگا اس کی غیر معمولی لیاقت اور خرق العادت کوششوں کے یہ دو گواہ ہمیشہ موجود رہیں گے۔ اور چلا چلا کر کہیں گے کہ دیکھو اور تم بھی ایسے ہی کام کرو۔

[illegible] اکبر نامہ [illegible] اس نے اپنے [illegible] سے لکھا [illegible] سال وفات [illegible] تک

حال اس میں درج ہے۔ یہ اکبر کی ۴۷ سال کی تاریخ ہے۔ اور اس میں مختصر طور سے اس نے ہندوستان کی پہلی تاریخ کا حال بھی بیان کیا ہے۔ اکبر کے عہد کی اس سے پہلے اور اس کے بعد کی بہت سی تاریخیں لکھی گئی ہیں لیکن جس تفصیل اور تشریح سے اکبر کا حال ابوالفضل نے بیان کیا ہے ویسا نہ مولانا احمد کی تاریخ الفی میں نہ عبدالقادر بدایونی کی منتخب التواریخ میں نہ خافی خان کی تاریخ میں پایا جاتا ہے۔ فرشتہ اکبر کے بیان کے پہلی سطر میں صاف صاف اقرار کرتا ہے کہ شیخ ابوالفضل ... کلی و تفصیلی آن بادشاہ عالیجاہ یعنی اکبر را ثبت نمودہ مولف این اوراق ابوالقاسم فرشتہ کہ صدر ... راست خدا ... آن را درین کتاب مندرج ... ابوالفضل کی یہ تاریخ نہایت صحیح تین جلدوں میں ہے جن میں دو لاکھ کے قریب سطریں ہیں اور شاید اس سے پہلے اس قدر مختصر زمانہ کی ایسی مطول تاریخ فارسی میں نہیں لکھی گئی۔ مکالے نے جیمز ثانی بادشاہ انگلستان کے دو برس کا حال دو سال میں لکھا ہے جس پر ایک ظریف آدمی نے کہا ہے کہ آج کل کی ... واقعہ کے وقت اس قدر عرصہ نہیں لگتا ... قدر اس کے بیان میں۔ لیکن تاہم انصاف یہ ہے کہ ابوالفضل کی تاریخ آج کل کی مورخانہ نظر سے دیکھی جائے اور یورپ کے بڑے بڑے مورخوں سے اس کا مقابلہ کیا جائے تو ... سے ... نہیں ہو سکتی۔

اس تاریخ کے لکھنے کے لئے اول اس نے ... واقعات جمع کرنے کی کوشش کی وسیع کوئی عام مورخوں کی کوشش نہ تھی ... واقعات کی تحقیقات بھی جس طرح پر تحقیقات ہونی چاہئے باوجودیکہ وہ اپنے ہی زمانہ کا حال لکھتا تھا اور جو باتیں خود اس پر گذری تھیں زیادہ تر انہیں کا بیان تھا اور سلطنت کی حکمت عملی اور بھیدوں سے ابوالفضل سے زیادہ کون واقف ہو سکتا ہے۔ لیکن پھر بھی اس نے صرف اپنی ذاتی واقفیت اور رائے پر کبھی بھروسہ نہیں کیا۔ وہ سلطنت کے امراء اعلیٰ عہدہ داروں اور سن رسیدہ آدمیوں سے طرح طرح کی باتیں پوچھتا تھا۔ اور ان کی کہی چیزی باتوں ہی پر کفایت نہ کرتا تھا۔ بلکہ جو کچھ ان کو بتانا ہوتا تھا اس کو لکھوا لیتا تھا اور تحقیقات میں اس قدر تک احتیاط کو کام میں لاتا تھا کہ مختلف آدمیوں سے ایک واقعہ کی نسبت تحریر کرایا کرتا تھا اور سب تحریریں لیکر ان کا مقابلہ کرتا تھا۔ ابوالفضل کہتا ہے کہ ... بیان کرنے والوں کی باتوں میں جو عجیب عجیب اختلاف ... ہیں

[illegible] ... التاریخ

[illegible]

[illegible] مختلف [illegible]

شخصوں کے مقابلہ کرنے کے لئے بہت [illegible]

پہلے [illegible] تحقیق [illegible] ان کو قلمبند کیا [illegible] پایا جاتا تھا وہاں [illegible]

اور تنقید پر اکتفا کیا۔ لیکن جب حالات معقول اور تجربہ کار راویوں میں اختلاف ہوتا تھا۔ یا خود مصنف کی واقفیت کے خلاف بیان کیا جاتا تھا تو وہ خود بادشاہ کے پاس جا کر تحقیق کر لیتا تھا۔ اس طرح پر سات برس کی محنت اور کوشش اور کاوش سے ابوالفضل نے اکبر نامہ تیار کیا لیکن یہ کام گو کسی قدر مشکل ہو ابوالفضل کی طبیعت کے بہت مناسب تھا اور دن رات وہ اسی کام میں لگا رہتا تھا چنانچہ ایک جگہ لکھتا ہے کہ

جہاں گرد شتم درین کار داشت   چو من بے زبان عشق بسیار داشت

پہلی دفعہ صرف واقعات کا خیال کیا گیا تھا۔ اب اس کو ہر واقعہ کو سنہ وار طریق سے لکھنا پڑا اور اس میں بہت محنت کے بعد وہ کامیاب ہوا۔ اور اس لحاظ سے اکبر نامہ کو دوبارہ ترتیب دیا اس ترمیم سے بھی ابوالفضل کا اطمینان نہ ہوا اور ایک اور طریقہ اس کے خیال میں آیا غرض تیسری دفعہ اس نے پھر اس کتاب کو مرتب کیا لیکن اس زمانہ تک بہت سے بڑے بڑے واقعات ہو چکے تھے اس لئے اس میں ایک اور اصلاح کی اور پانچویں دفعہ مرتب کیا یہ پانچواں اڈیشن ہے۔ جو آج کل ہمارے پاس موجود ہے اور ملک میں شائع ہے۔

ایسے مصنف بہت کم ہوئے ہیں جنہوں نے اپنی کسی تصنیف کو اپنی [illegible] جانفشانی سے لکھا ہے اور پھر اس کو بار بار دیکھتے اور درست کرتے اور اصلاح دیتے [illegible] تھکتے لیکن جس قدر [illegible]

[illegible]

کتابیں عمدہ خیالات کی حامل ہیں۔ اکبرنامہ کی طرح اسی طرح لکھی گئی ہیں۔ مولانا حالی نے ثابت کیا ہے کہ گلستان ایک عرصہ دراز میں نہایت غور وفکر سے لکھی گئی ہے۔ مکالے نے اپنی تاریخ انگلستان ایک عرصہ دراز میں لکھی ہے۔ اور ایسا ہی کارلائل نے فریڈرک اعظم بادشاہ جرمنی کی لائف لکھنے میں اپنی عمر اور طاقت کا بہت سا حصہ صرف کیا ہے۔ ایسا ہی ابوالفضل نے نہ صرف تاریخی لحاظ سے بلکہ زبان اور علم ادب کے لحاظ سے اس کتاب میں اپنی پوری منشیانہ لیاقت کام میں لائی ہے اور اسی لئے وہ کہتا ہے کہ

"قلم را بخون دل آغشتہ ام کہ نثرے کم از نظم ننوشتہ ام"

اسی اکبرنامہ کے متعلق ضمیمہ کے طور پر اس نے ایک اور کتاب لکھی ہے جس نے اکبرنامہ سے زیادہ شہرت پائی اور جس میں اس کو غالباً اکبرنامہ سے زیادہ دقت پیش آئی۔ اس کتاب یا ضمیمہ کا نام آئین اکبری ہے۔ اس میں اس نے تمام ہندوستان کا جغرافیہ دیا ہے جو اس سے پہلے کبھی نہیں لکھا گیا ہے اور عجیب بات ہے کہ امریکہ کے دریافت ہونے کا حال بھی لکھا ہے اور کہتا ہے فرنگی جنہوں نے اس پر قبضہ کیا ہے اس کو عالم نو کہتے ہیں +

حق یہ ہے زمانہ کے لحاظ سے یہ جغرافیہ نہایت اعلےٰ درجہ کا ہے۔ اس میں تمام ممالک محروسہ کی [illegible]۔ خانہ شماری۔ محاصل زمین۔ صوبوں کے عروج اور زمین کی پیمائش۔ لگان پیداوار۔ فوجی اور بادشاہ کے اخراجات اور سلطنت کے مختلف صیغوں کا بیان ہی نہیں بلکہ ہندوستان کے مختلف شہروں کی صنعت و حرفت و دستکاری۔ ہندوؤں کے مذہب ان کے خیالات۔ ان کی مقدس کتابوں اور فلسفہ کے متفرق فرقوں کا ذکر ہے۔ اس سے پہلے ہندوستان کے کسی مسلمان بادشاہ کے عہد کا نظام سلطنت اور حکمرانی کا مشرح حال معلوم نہیں ہے۔ آج کل کے زمانہ کی رائے کے مطابق اصلی تاریخ یہی ہے۔ کیونکہ اس میں مورخ فرد واحد یعنے بادشاہ کے حالات سے رعایا کے حالات اور طرز معاشرت پر اتر آیا ہے اور ہزاروں برس کے اس غلط خیال کو کہ ایک ہی شخص (سلطان) سب کچھ ہے اور ایک کے علاوہ اور سب اس قابل نہیں کہ مورخ ان کا ذکر کرے باطل کیا ہے +

انگریزی گورنمنٹ کے عہد میں اس کتاب کی بہت قدر ہوئی۔ اور ۱۷۸۳-۸۶ء میں مسٹر فرانسس گلیڈون نے وارن ہیسٹنگز گورنر جنرل کے حکم سے ترجمہ کر کے تین حصص

[illegible]

یہاں ختم کیا [illegible] کے بعد بہت سے [illegible] کا ادیشن بہت صحیح
[illegible] بہت [illegible] گورنر جنرل کی [illegible] جو رپورٹ بھیجی ہے اُس
میں لکھا ہے کہ یہ تصنیف خاص طور پر مفید ثابت ہوگی کیونکہ اس میں سلطنت مغلیہ کے
اصل [illegible] سلطنت کا بیان ہے جو اس کے بانی کی ماتحت تھا۔

ابوالفضل وزیر اور مدبر سلطنت

یہ بات انگریزی مؤرخوں میں مشہور ہے کہ ایشیا کے بادشاہ اکبر کی تلوار کی نسبت ابوالفضل کے قلم سے زیادہ ڈرتے تھے۔ اس مقولہ کی اصل یہ ہے کہ جب عبداللہ خاں ازبک والی ترکستان کے پاس اکبر کے فرمان جو ابوالفضل نے لکھے تھے پہنچے اور اکبر کی پالیسی کے خلاف اُس نے جو جو عذر کئے تھے ابوالفضل کے زبردست منطق کے سامنے نہ چل سکے۔ کیونکہ وہ ہر بات کے جواب میں سینکڑوں دلیلیں مثالیں اور حجتیں لکھتا تھا۔ اور بادشاہی فرمانیں اور نامے لکھنے میں اس کا ایک ایسا عالی اور اثر ڈالنے والا تھا کہ خود اُس کے پڑھنے سے سلطنت ہند کی شوکت سطوت اور طاقت کا رُعب [illegible] بادشاہوں پر پڑتا تھا۔ توران کا بادشاہ جو لڑنے اور مقابلہ کرنے میں اکبر سے [illegible] ڈرتا تھا۔ لیکن ابوالفضل کے قلم نے اُس کے دل میں [illegible] تھا لکھا کہ مجھ کو اکبر کی تلوار سے ایسا خوف نہیں ہے جیسا کہ ابوالفضل کے قلم سے۔

بہت کم وزیر ایسے ہوئے ہیں جن کی تعریف غیر ممالک کے بادشاہوں نے اس طرح کی ہے۔ ابوالفضل کا ہمعصر فرانس کا وزیر رشلیو بھی کچھ کم ذی چالاک اور ہوشیار نہ تھا۔ اس کی نسبت بھی ایک ایسا ہی واقعہ بیان کیا جاتا ہے جب روس کا پیٹر اعظم سیاحت کرتا ہوا فرانس میں رشلیو کی قبر پر پہنچا تو چلا اُٹھا کہ اے دانا رشلیو اگر تو زندہ ہوتا تو میں اپنی نصف سلطنت تیری نذر کرتا کہ تجھ سے سیکھوں کہ دوسری نصف پر کس طرح حکومت کرتے ہیں لیکن بڑا فرق ان دونوں وزیروں کی ہوشیاری اور لیاقت میں نہیں بلکہ ان کی خصلت اور چال چلن میں ہے۔ [illegible] اپنی سلطنت کی ترقی کے لئے کوشش کرتے تھے۔ وہ چالاک اور ہوشیار تھے لیکن [illegible] ہوشیار تھا اُسی قدر بلکہ اُس سے بھی زیادہ [illegible] تھا۔ ابوالفضل [illegible] بھی لیکن [illegible] مسلمانوں کے [illegible]

یکساں برتاؤ کرتا تھا- اور رحم دلی- اور بے تعصبی میں بے نظیر تھا +

مسلمانوں میں ابوالفضل سے پہلے ایک ہی شخص ہے جس کی کوئی ایسا وزیر ملتا تھا- جس نے اپنے قلم کے زور سے وزارت کے درجہ اعلیٰ تک ترقی کی ہو- آل بویہ میں مشہور و معروف حکیم بوعلی سینا تھا جس نے وزارت کے پایہ کو اُس کے علم و فضل نے- سلاطین کبھی بیان نہیں کرتے ایسا ہی ہندوستان میں ابوالفضل نے انشا و تحریر کا ذکر ہمیشہ ہوتا ہے- اور وزارت میں جو کچھ اُس کو کامیابی ہوئی اُس کو بہت کم آدمی جانتے ہیں- بزم ... کی تاریخ کا ذکر ہوتا ہے اور اُس کی بادشاہت کا بیان ہوتی نہیں جاتا +

سلطنت مغلیہ پر ابوالفضل کی پالیسی کا اثر

اگرچہ ابوالفضل ابھی دربار میں آیا تھا کہ اکبر کو ہندوؤں سے کچھ ... تھا- لیکن یہ بات ابوالفضل کے اقتدار پر ہوئی کہ سلطنت کی ... اور ... ایک سا ... بے پہنچ سب کو برابر عہدے ... گئے- ہو منصبداروں کی فہرست میں تمام سلاطین مغلیہ کے زمانہ میں شاہزادوں کے بعد اکثر ... امرا کے نام ... وفاداری اور ... میں ہندو اُمرا اور راجپوتانہ کے راجہ مسلمان سلطنت قائم رکھنے کے لیے مسلمانوں سے بھی ایک قدم آگے رہتے تھے- اس طرح پر سلطنت کی عمارت کی بنیاد ایک محکم چٹان پر قائم کی گئی- اور ایسا نظم سلطنت اختیار کیا گیا کہ سب رعایا شہنشاہ ہندوستان سے خوش رہیں- یہ ابوالفضل ہی کی پالسی کا نتیجہ تھا اور اسی کی کوشش کا ثمرہ تھا کہ ہزاروں ہندو صبح کے وقت جھروکے کے نیچے کھڑے رہتے اور جب تک بادشاہ کے درشن (زیارت) نہ کر لیتے تھے کھانے پینے کو اپنے اوپر حرام سمجھتے تھے- جب اُس خشک مزاج- متشرع- با احتیاط- اور عجیب غریب لیاقت کے مجموعے یعنی اورنگزیب نے جھروکے میں بیٹھنا اور درشن دینا موقوف کیا تو کئی دن تک درشنیوں نے غل مچایا اور کھانا نہ کھایا +

غرض جو پالسی ابوالفضل نے قائم کی اُس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اکبر ابوالفضل کا قائل جہانگیر اور شاہجہاں ایک عرصہ دراز تک امن و اقبال اور شان و شوکت سے سلطنت کرتے رہے- اگر وہی پالسی برتی جاتی اور اورنگزیب ایک مخالف پالسی ایجاد نہ کرتا تو عجب نہیں کہ ہندوستان آج کسی اکبر رابع جہانگیر ثانی شاہجہاں ثالث یا عالمگیر خامس کے قبضہ میں ہوتا اور مسلمان ...

اِس [illegible] خیالات کی وجہ سے ناواقف [illegible] سمجھا ہے۔ ابو الفضل کی پالیسی [illegible] [illegible] سے ہندوستان [illegible] سے [illegible] منتقل کیا [illegible] جب کمپنی کی حکومت کا خاتمہ ہوا انگریزی جنگ تھا اور [illegible] گھر تھا۔

اگر کوئی وجہ نہیں تو صرف اس لئے سب مسلمان اور ہندو اور عیسائیوں کو اِس [illegible] آدمی کا مشکور ہونا چاہیے کہ اس نے دیکھ لیا جبکہ کسی نے دیکھا تھا کہ ہندوستان کی سب [illegible] مجموعی ترقی کس طرح ہو سکتی ہے اور جس کی پالیسی نے ہم کو ایسے ایسے بادشاہ دیئے جن کی یاد بغیر ایک آہ سرد کھینچے کسی متنفس کے دل میں نہیں ہو سکتی۔

ابو الفضل کے خیالات اور اُن کے پیدا ہونے کا سبب

ابو الفضل کے وہی خیالات تھے جو مبارک کے تھے۔ مذاہب کے متعلق اُس کی یہی رائے تھی جو مبارک نے اُس کو تعلیم دی تھی اور یہی رائے ابو الفضل نے اکبر کے دل میں بٹھا دی اس کا فلسفہ مذہب حال کے زمانہ کے بڑے فلاسفر کارلائل سے بہت ملتا تھا۔ کارلائل کا قول ہے کہ ہر مذہب میں سچ ہے۔ ورنہ آدمی اس کو قبول نہ کرتے۔ ابو الفضل کے خیالات اور اُس کے سبب سے اکبر کے خیالات بھی قریب قریب ایسے ہی تھے۔ وہ یہ کہ ہر مذہب میں نیک باخدا اور پرہیزگار آدمی [illegible] ہیں [illegible] ہر مذہب کے اصول کو عزت کی نگاہ سے دیکھنا چاہیے۔ اسی خیال کو اس نے اپنے ایک مختصر مضمون میں بیان کیا ہے اور کہتا ہے کہ عقلمند آدمیوں پر پوشیدہ نہیں ہے کہ اعلیٰ مقصد اور اصلی مطلب خدا تعالیٰ کی ذات اور صفات دریافت کرنا ہے۔ اس اصول مقصد کے حاصل کرنے والے دو [illegible] ہیں۔ ایک وہ لوگ جو محض باطنی روشنی اور قلب کی صفائی سے اس مقصد کے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ دوسرے وہ جو علم [illegible] حجت کے [illegible] وسیلے سے اس مالک حقیقی کی [illegible] تک پہنچتے ہیں۔ پہلا گروہ اگرچہ [illegible] وجود کا قائل ہے۔ تو اُس [illegible] اور دوسرے طبقے کے آدمی اگرچہ [illegible] کے ہونے کو تسلیم کرتے ہیں تو [illegible] ہیں۔

[illegible]

یہی سبب ہے کہ حبش کے باسی اور پرتگال کے پادری سے لیکر ہندوؤں کے جوگیوں اور مختلف فرقوں سے اتحاد رکھتا تھا۔ ہر مذہب ہر فرقہ اور ہر قسم خیالات کے آدمی اُس کے سامنے اکبر کے دربار میں موجود رہتے تھے۔ ایسے آدمی جن کا اجتماع ہندوستان میں پھر کبھی نہیں ہوا۔ وہاں ابوالفتح گیلانی۔ و حکیم ہمام جیسے حکیم۔ [illegible] یونانی مشرب آدمیوں سے لیکر مولانا احمد جیسے شیعہ۔ عبدالقادر بدایونی جیسے سنی۔ بیربل جیسے مسخرے اور احمق اور ٹوڈرمل جیسے منتظم اور لائق [illegible] موجود تھے۔ اس لئے ضرور تھا کہ ابوالفضل ان پر اثر ڈالے اور اثر پذیر ہو۔

لیکن پرانے طریقہ کے علما ہمیشہ اُس پر لعنت کرتے تھے۔ اور وہ بھی اُن کی مخالفت میں کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑتا تھا۔ اس سبب کا بڑا سبب یہ تھا کہ اس کے باپ کو اور خود اس کو ابتدا میں ان کے ہاتھ سے نہایت سخت ایذا اٹھانی پڑی تھی۔ اور جن لوگوں نے اپنے اقتدار کے زمانہ میں اس کے باپ پر قتل کا فتوے لگا دیا تھا اور اس کے گھر بار کو تباہ کر کے اس کو جنگل جنگل پھرایا تھا۔ جن لوگوں [illegible] مذہب کی آزادی اور [illegible] کے خلاف کینہ بھرا رہتا تھا جس وقت [illegible] ان لوگوں ان کو [illegible] اور بادشاہ سے مزاج اُن کی طرف سے کیوں نہ برہم کردے۔ لیکن [illegible] جیسے شخص کو جو اپنی تصانیف [illegible] تحریروں میں صلح کل رضا اور تسلیم کے [illegible] بار بار [illegible] کثرت سے استعمال کرتا ہے جیسا ہمارے آج کل کے مصنف اسلام۔ قوم اور ترقی کے لفظ اپنے مضامین میں لاتے ہیں یہ بات زیبا نہیں ہے کہ ایک خاص گروہ کے ساتھ جو باوجود اپنے عیب اور نقص کے اسلام کے [illegible] ہیں اور جو کچھ کرتے ہیں اپنے نزدیک اسلام کے لئے کرتے ہیں۔ عداوت سے برتاؤ کرے۔ یہ بات اُن کی زندگی پر بہت بڑا دھبہ ہے۔ انسان کیسا ہی پاک [illegible] ہو جائے پھر بھی عیبوں اور کمزوریوں سے نہیں نکل سکتا۔

تاہم ابوالفضل ہمیشہ [illegible] کے ساتھ دشمنی نہ کرتا تھا۔ منتخب التواریخ کا مصنف عبدالقادر بدایونی جو اس کا بڑا دشمن ہے اور جس نے اس کی اور اس کے بڑے بھائی فیضی کی ہجو میں اور ان کے بے دینی ثابت کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ ایک [illegible] نقل کرتا ہے جس میں ابوالفضل نے اپنے دشمن کی تعریف نہایت زور شور سے کی ہے اور بادشاہ [illegible] [illegible] شخص کو کوئی [illegible]

[illegible]

محمود جیسا محسن ملک سے عداوت دین کی علامت ہے۔ اس لئے ناظرین مجھ کو معاف رکھیں۔

ابوالفضل کا مذہب اور دین الٰہی

اگرچہ علمائے کے تعصب، تنگدلی اور حرص کے سبب سے ابوالفضل کو مولویوں سے بد اعتقادی پیدا ہو گئی تھی کیونکہ وہ دیکھتا تھا کہ وہی شیخ عبدالنبی مخدوم الملک جو علماؤں کا سرغنہ تھا اور دنیا اس قدر سے استغنائی ظاہر کر کے افلاس و تنگی سے زندگی بسر کرتا تھا اور جس نے خدا کی راہ میں مبارک کو اس قدر تکلیف دی تھی جب مرا تو اس کے گھر میں سے کئی صندوق سونے چاندی کے اشرفیوں سے بھرے ہوئے نکلے تھے۔ لیکن اس بات کے باور کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ اسلام کی عظمت اور بانی اسلام (علیہ و علی آلہ الصلوۃ والسلام) کی محبت اس نے دل سے نکال دی تھی۔ بلکہ اس کے خلاف بہت سی شہادتیں پیش ہو سکتی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ مرتے دم تک اسلام کے اصولوں سے ہرگز باہر اور منکر نہیں ہوا تھا۔ اس کے دشمنوں نے اس کو الحاد یعنے ذات باری کے وجود کے انکار کا الزام لگایا ہے لیکن وہ بالکل غلط ہے۔ اس سے زیادہ کوئی مصنف خدا تعالیٰ کا نام اور ذکر اپنے کلام میں نہیں لاتا۔ اور یہ محاورہ کے طور پر نہیں بلکہ التجا، دعا اور گڑگڑانے کے موقع پر۔ اگر وہ ملحد یا بیدین یا اسلام سے منکر ہوتا تو اس کی حالت اور عادت ایسی نہ تھی کہ ایک لمحہ بھی وہ اپنے خیالات ظاہر کرنے سے خوف کرتا۔ جب تک ایک شخص اپنی زبان سے اسلام کے حق ہونے کا اقرار کرتا ہے یا اسلام کی صداقت کے خلاف اظہار نہیں کرتا تو کوئی حق حاصل نہیں ہے کہ اس کو دائرہ اسلام سے خارج کریں اور اسلام کی تعداد میں ایک عدد کم کریں۔

سورۂ انا فتحنا کی تفسیر میں جس میں اس نے بادشاہ کی فتح کا بیان کیا ہے لکھتا ہے۔

(۱) یا فاتح ابواب علوم و حکم   یا رافع اعلام ایادی و نعم
(۲) عرفنا من فضلک ما لا نعرف   علمنا من علمک ما لا نعلم

(۱) اے علم و حکمت کے دروازوں کے کھولنے والے۔ اے نعمتوں اور عطیوں کے جھنڈوں کے بلند کرنے والے۔

(۲) جو کچھ ہم نہیں جانتے ہیں وہ ہم کو اپنے فضل سے آگاہ کر جس بات سے ہم [illegible]
[illegible]

(۳) للروح خیالہ انیس الخلوات — للعین جمالہ انیس الجلوات

(۴) ابداہ اللہ من معاۃ الصلوۃ — ضعافہ مساعیت مال الملوات

اے وہ ذات جس نے مخلوقات کی طرف ایک رسول بھیجا اور اس کو انا فتحنا لک فتحاً مبینا کے خطاب سے خوشخبری دی ہم تیری تعریف کرتے ہیں +

(۳) روح کے لئے اُس کا خیال خلوتوں کا ہم نشین ہے آنکھ کے لئے اُس کا جمال مجلسوں کا ہمدم ہے +

(۴) خدا تعالیٰ نے اس پیارے مرد کی بخششوں کا تحفہ بھیجا۔ یہ مال سکندروں سے بھی چند ہے +

اسی طرح پر عقائد الہند مثال ذرہ سے حاکم تو ان کے جواب میں کیا کیا جو نامزد کیا ہے۔ اس کا نمونہ وہ ہے جو کہ ان شعروں کے لکھنے سے چھپایا ہے ؎

قیل ان اللہ ذو ولد — قیل ان النبی قد کہنا

ما نجا اللہ والرسول معا — من لسان الوری فکیف انا

خدا بیٹے والا اور نبی جادوگر بتایا گیا۔ جب خدا اور رسول لوگوں کی زبان سے نہیں بچے تو میری کیا حقیقت ہے +

لیکن سب سے بڑا الزام جو ابوالفضل پر ہو سکتا ہے وہ دین الہی کی ضلالت ہے۔ جاہل، صاف دل، بھولے اور نیک فطرت اکبر کو چند درباریوں نے مل کر ایک اوتار یا خلیفۃ اللہ فی الارض بنایا۔ اور خفیہ خفیہ بہت سے درباری اس میں شامل ہو گئے۔ ابوالفضل بھی انھیں لوگوں میں تھا۔ ابتدا میں یہ امر بہت مستند معلوم ہوتا ہے کہ ابوالفضل جیسا لائق اور سمجھ دار آدمی ایسے مذہب کا جس سے زیادہ لغو مذہب کوئی نہیں ہو سکتا ایک رکن اعظم سمجھا جائے۔ اگر عمداً کوئی مذہب ایسا بنایا جائے جس کے اصول لچر ہوں تو اس سے زیادہ لچر مذہب کوئی نہیں ہو سکتا۔ نکاح ایک کرنا چاہئے کیونکہ خدا بھی ایک ہے۔ سور اور شیر کے گوشت کا کھانا جائز ہے۔ کیونکہ یہ بہادر جانور ہیں۔ پیاز اور لہسن کھانا جائز نہیں گائے کا گوشت حرام۔ آفتاب اور آگ خدا کا مظہر ہیں۔ اس لئے ان کی پرستش کرنی لازم ہے۔ تناسخ [illegible] لا الٰہ الا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ دین الہی کا کلمہ طیبہ ہے۔ اللہ اکبر جل جلالہ [illegible]

رعایت سے اسلام میں استعمال کرنی چاہیں [illegible] ۱۲۶ام [illegible] آتش پرست مجوس کے اصول اس میں شامل تھے۔ [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] لکھے گئے تھے۔ سب سے بڑھ کر بادشاہ سلامت [illegible] لوگوں کو اس مذہب پر لاتے تھے لیکن [illegible] درباری اور راجہ بیربل جیسے [illegible] اور ابوالفضل کی زندگی [illegible] پاتھا جیسے [illegible] کے سامنے [illegible] اور [illegible] تھے

اب ابوالفضل پر یہ اعتراض [illegible] کہ وہ کیوں ایسے مذہب میں شامل ہوا اور اگر کوئی ایسی حماقت میں [illegible] کیا [illegible] تمام درباری [illegible] دنیا بھر کا اسلام [illegible] درست اور صحیح تسلیم نہیں کر سکتے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ابوالفضل [illegible] مذہب کبھی [illegible] جا سکتا اس کا منشا یہ تھا کہ [illegible] کو ایسا نظریہ دکھیں اور ہندوستان [illegible] ایک [illegible] سے قومی سلطنت قائم ہوا کیے اور اس کی اولاد تحت سلطنت [illegible] کے آدمیوں کو سلطنت کے کاروبار [illegible] ان کی قابلیت کے مطابق [illegible] پالیسی کو عمل میں لانے کے لئے طریقہ برتنا چاہئے تھا۔ [illegible] بادشاہ اکبر [illegible] سلطنت کا نام اسلامی سلطنت اور [illegible] اسلام ہو لیکن اس قسم [illegible] دور ہو جائے جس سے تیرہ و طلب لینے [illegible] تلوار [illegible] نہایت [illegible] ہو جاتا

ہم کو اس سے بحث نہیں کہ [illegible] منفعت [illegible] لیکن اس میں شک نہیں کہ خود ابوالفضل نے آخر زمانہ میں دیکھا کہ [illegible] نہیں چل سکا اور اکبر نے یہ کوشش چھوڑ دی۔ [illegible] ابوالفضل نے پیش نہیں کئے تھے بلکہ وہ احمق آدمیوں نے پیش کئے۔ اکبر نے منظور کئے۔ چونکہ ابوالفضل بھی اسی [illegible] لئے فرض کیا گیا کہ وہ بھی ان کو تسلیم کرے۔

یورپین مورخوں کا ابوالفضل پر الزام

[illegible] ابوالفضل پر خوشامد کا الزام لگایا ہے [illegible] اس کے

بیان پر بھی اعتبار نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ درباریوں کی خوشامد کی نسبت بدایونی کی تاریخ سے اکبر کی عظمت زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ لیکن یہ الزام خود ابوالفضل پر نہیں بلکہ اُس کے زمانہ پر فارسی زبان پر طریقۂ سلطنت پر اور مسلمانوں کی اس بھی عادت پر لگایا جاتا ہے بیجا خوشامد اور جھوٹی تعریف اسلام کی شان کے بالکل برخلاف ہے۔ اس مرض کے روکنے کے لئے ہمارے نبیؐ نے فرمایا ہے کہ اذا رایتم المداحین فاحثوا فی وجوہم التراب جب تم کسی خوشامدی کو دیکھو تو اُس کے منہ پر خاک مارو۔ لیکن یہ خوشامد آہستہ آہستہ عربی اور فارسی زبان کا ایک جزو لاینجزی قرار پا گئی۔ ابتدا میں عرب اپنے ممدوحوں کی تعریف میں نہایت سیدھے اشعار کہتے تھے۔ چنانچہ ایک بدوی کہتا ہے ؎

لا یذم بلدا انت قادیہ ولا یشکی زماں انت فیہ

لیکن بعد میں دولت کی زیادتی سے شعراء میں خوشامد کرنے اور امراء میں خوشامد سننے کی عادت پیدا ہو گئی۔ یہ مدح اور تعریف صرف روپیہ کے لالچ سے ہوتی تھی چنانچہ عرب کا ایک شاعر صاف صاف کہتا ہے ؎

اذا ما المدح صار بلا نوال من الممدوح کان ہو الہجاء

جب مدح کرنے پر ممدوح سے انعام نہ ملے تو وہ مدح ہجو ہے۔

لیکن ابوالفضل کی مدح اور جگہ جگہ بادشاہ کا نام نہایت طوالت اور بہادروں القاب سے لینا اور اُس کی دانشمندی کے مبالغہ کے ساتھ تعریف کرنا لالچ کی وجہ سے نہ تھا ہر شخص کی خصلت کا اندازہ اُس کے زمانہ سے اور اُن چیزوں سے کرنا چاہئے جن سے وہ چاروں طرف سے گھرا رہتا ہے۔ ایک معمولی آدمی کو بھی جب فارسی میں مخاطب کیا جاتا ہے تو حضرت قبلہ حضور والا کے ساتھ مخاطب کرتے ہیں گویا دنیا میں وہ سب سے بڑا آدمی ہے۔ لیکن وہ دونوں خوب جانتے ہیں کہ ان فقروں کے لفظی معنے ہرگز مراد نہیں ہیں یہ صرف رسمی ہیں۔ پس اگر ایک ایشیائی بادشاہ کا نام نہایت تعظیم سے لیا گیا ہے تو اُس کو خوشامد سمجھنا غلطی ہے۔ لیکن ابوالفضل کی زبان پر لفظوں کی تعریف [illegible] [illegible] [illegible] اور محبت تھی جس [illegible] [illegible] کی [illegible] [illegible] آتا [illegible]
[illegible]

تھی ساری تھے وہ ایک جگہ لکھتا ہے۔ دلی کان [illegible] مزید دولتہ متوطنا فی ساقی وتوجیہ ول
فتوحات [illegible] یالی لالی ایامن خرفت۔ تحصیل جلائل العلوم فی اوان الصغر منھی عن
عوامض الفہوم دلائل فی فتح [illegible] الخطاب فی [illegible] بالمکاتبات فاحصل لہ فتح جدید علی
ممالک الشرق بافنا رالذو [illegible] الباغیۃ باشتغال [illegible] الشرح صدری وتزاید
[illegible] جس حالت میں کہ سلطنت [illegible]
[illegible] اور نصرت کی [illegible] یہ نامہ لکھنے اس [illegible] کی
[illegible] علموں سے [illegible] تو [illegible] کو سمجھنے کی
[illegible] کی فتح میں مطلب حاصل ہوتے ہیں [illegible]
سے کام [illegible] مشرق کے [illegible] اور سرکش [illegible] کے قتل
[illegible] سے ابو کہتے ہیں [illegible] راحت و خوشی
زیادہ ہوئی تھی اور اکبر [illegible] ایک خط اس نے [illegible] جواب دیتے
درگاہ بزرگان پاستانی [illegible] شاہ ہونا
ونے تفاخر کم چرا شگفت نمائید

ابوالفضل کی وفات

نہایت افسوس کی بات ہے کہ جس خاندان کو مضبوط کرنے کے لئے اس عالی دماغ شخص نے
اس قدر محنت و کوشش کی تھی اور سلطنت کے کاروبار انجام دینے میں وہ ہمیشہ مصروف
رہتا تھا اسی خاندان و سلطنت [illegible] ہندوستان کے اس [illegible] عظیم کو قتل
کرڈالا یعنی شاہزادہ سلیم نے جو بعد میں نورالدین جہانگیر کے لقب سے ہندوستان کا شہنشاہ ہوا
اور شاہزادگی کے زمانہ میں جس کا چال چلن بادشاہ سلطنت کے مقابلہ میں نہایت خراب تھا۔ ہمیشہ سے
ابوالفضل سے عداوت چلی آتی تھی اس عداوت کے وجوہات بیان کرنا ہمارے مضمون کی وسعت سے باہر
ہے سلیم نے [illegible] پر مجبور کر کے بغاوت کی تھی [illegible] ابوالفضل نے اپنی بغاوت کو سلطنت کے
[illegible] کی تدبیر [illegible] وہ [illegible] کے اسباب
[illegible] تھا [illegible] اس کو
[illegible] کی تعداد

چالیس سے زیادہ نہ تھی کوئی سے آگرہ کو روانہ ہوا۔ نہ جہانگیر نے اور نہ اُس کے روزنامے تزک جہانگیری کے مصنف میرزا ہادی نے اس واقعہ کے چھپانے کی کوشش کی ہے۔ اُس وقت شاہزادہ نے اس خیال سے کہ مبادا ابوالفضل اکبر کو بہکا دے۔ ایک بیباک قزاق راجہ نرسنگھ دیو [illegible] ابوالفضل کے قتل [illegible] کیا اور راجہ [illegible] پیشہ قزاقوں کے ساتھ ایک ساتھ ایک مقام میں ابوالفضل پر آ پڑا۔ اگرچہ اُس وقت بھی بچ نکلنے کا عمدہ موقع موجود تھا اور اس کے ہمراہیوں نے بھاگنے کے لیے التجا کی [illegible] یہ کہا مقابلہ ہو [illegible] شہنشاہ ہندوستان کا وزیر اعظم ہو کر ایک [illegible] کے مقابلہ سے بھاگ سکتا تھا اور [illegible] خیال کو ہمیشہ کے لیے [illegible] آدمی [illegible] [illegible] کر سکتے۔ وہ اس کے ساتھ [illegible] لڑتے رہے۔ آخر ابوالفضل خود بھی زخمی ہو کر گھوڑے سے زمین پر گرا۔ [illegible] سے اُس کا سر اڑا دیا [illegible] کر کے عاجزی کے ساتھ [illegible] ابوالفضل [illegible] شہزادہ کے حکم کی تعمیل کی ہے [illegible] تصور نہیں [illegible] اس لائق شخص سے [illegible] ۵۶ برس کی عمر میں اس جہان سے کوچ کیا [illegible] کا قلم [illegible] لکھنے سے شرم اور غصہ کا پتا [illegible] اُس کا سر کاٹ کر جہانگیر [illegible] بھیج لیا +

ابوالفضل کی خصلت

[illegible] ابوالفضل کی عام خصلت [illegible] قائم کرنا مشکل نہیں ہے اس کی ترقی کی [illegible] کوشش [illegible] نہایت [illegible] مخالفت [illegible] کی برداشت کرنے کے بعد وہ وزیر اعظم کے درجہ تک پہنچا تھا۔ اُس کو باپ نے اس کی تعلیم و تربیت میں نہایت کوشش [illegible] طبع [illegible] خدائے تعالیٰ نے اُس میں ذہانت اور [illegible] درجہ پر پہنچنے کی ایسی قابلیت پیدا کی تھی کہ وہ دسویں صدی ہجری اور سولھویں صدی عیسوی کی خلقت نہ معلوم ہوتا تھا بلکہ قدیم زمانہ کا یونانی حکیم تھا۔ اور اسی لیے اُس کے ہمعصر اُس کو یونانی مشرب کہتے تھے۔ جو لوگ [illegible] گرد تھے اُن میں سے کسی کے مشابہ نہ تھا۔ بلکہ اُس کی عادتیں اُس کے لائق اور عالم بھائی فیضی سے بھی نہ ملتی تھیں۔ اکبر سے اس کو اور اکبر کو اس سے ایک خاص قسم کا اتحاد اور [illegible] آگاہ ہو کر [illegible] مذہب [illegible] کے آدمیوں کی تعظیم کرتا [illegible]

کے متعصب آدمی اس سے نفرت کرتے تھے۔

ایک زندہ اور قائم رہنے والے قیوم خدا کا جو ہمیشہ لوگوں کے کاموں کو سنوارتا رہتا ہے
اس کو ہمیشہ خیال تھا اور اسی سبب سے وہ اپنے فرائض منصبی کو نہایت دیانتداری سے انجام
دیتا تھا۔ قتل کے سال جب اس کو دکن کے پولیٹیکل معاملات کے تصفیہ کے لیے بھیجا گیا
تو خاندیس کے بادشاہ نے جو ایک طرح سے اس کا قریبی رشتہ دار تھا اس کے پاس جیسا کہ دستور
ہے کچھ قیمتی تحفے بھیجے۔ ابوالفضل نے اس خیال سے کہ ان کے قبول کرنے سے معاملات ملکی
کے تصفیہ کرنے میں اس کی رائے پر اثر پڑے گا وہ تحفے واپس کیے۔ اور لکھا کہ اگر ان تحفوں سے
یہ منشاء ہے کہ میں تمہاری رعایت کروں تو یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا۔ اگر صرف دوستی کا
اظہار اور استحکام تھا تو میں پہلے ہی سے تمہارا صادق دوست ہوں۔ اور بادشاہ کی
عنایت سے مجھ کو ایسی چیزوں کی حاجت بھی نہیں۔ اس شکریہ کے ساتھ ان چیزوں کو آپ کے پاس بھیجتا ہوں۔

اس کی سخاوت اور مہمان نوازی مشہور تھی۔ ہر اہل علم جو اس کے پاس جاتا تھا وہ اس کے
ساتھ کچھ نہ کچھ سلوک ضرور کرتا تھا۔ اور ہزاروں آدمی اس کی سفارش سے نوکری پاتے تھے۔ مارے
جانے سے کچھ دن پہلے اکبرنامہ کی آخر سطروں میں اس نے اپنی حالت اس طرح پر بیان کی ہے:-

"اگرچہ مبارک کے بیٹے ابوالفضل پر بہت سا دریاؤں کا گرداب پڑتا ہے اور لوگ اس
کی حالت سے عبرت حاصل کرتے ہیں"

"محبت اور نفرت کے ہنگامے اس کے سبب سے گرم ہیں لیکن جو لوگ خدا کو پہچانتے ہیں اور بات کی تہ کو پہنچتے
ہیں وہ اس کو ابوالوقت اور صلح کل رکھتے ہیں اور خدا کے خاص بندوں میں سمجھتے ہیں"

"بادشاہ ہمیشہ ابوالفطرت کہتا ہے۔ جو لوگ بہادر اور دلیر ہیں اس کو ابوالہمت اور ہمت والا
اور یکتا دلیر سمجھتے ہیں"

"حضور شاہنشاہی اس کو اس خاندان کے منتخب آدمیوں سے سمجھتے ہیں"

"اور بیشتر عام دنیا کا کتا کہتے ہیں اور دنیا کے گرداب میں آ جانے والا خیال کرتے ہیں"

"بہت سے آدمی اس کو کفر و الحاد کا جاری رکھنے والا اور ملامت و حقارت کی مجلس

[illegible]

[illegible] قیمت [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] قیمت [illegible]

فردوسی اور اس کا شاہنامہ

اس کتاب میں فردوسی اور اس کے شاہنامہ کی نسبت [illegible] کے علاوہ [illegible]
[illegible] ہے۔ قیمت [illegible]

عالمگیر

دیباچہ۔ ولادت [illegible]
[illegible]
قیمت مجلد [illegible]

حیات فردوسی

[illegible] فردوسی [illegible]

خالد بن ولید

[illegible]

شاہ مظفر الدین قاجار

[illegible]

علی پاشا

[illegible]

حیات [illegible]

[illegible]

حیات سعدی

حضرت شیخ [illegible] تصنیفات [illegible]

سرسید کی لائف یعنی حیات جاوید

یعنی واقعات زندگی سرسید [illegible] مصنفہ حالی [illegible] سو صفحات [illegible] سرسید کی لائف [illegible] تصنیفات [illegible] سرسید کا نسب نامہ [illegible] تصنیفات کی فہرست اور ان کی [illegible] بغاوت ہند بھی شامل کر دیا گیا ہے [illegible] کی تعریف میں [illegible] کچھ نہیں کہا جا سکتا [illegible] مولانا حالی [illegible] قیمت [illegible]

المشتہر

منشی فضل الدین [illegible] تاجر کتب [illegible] اشاعت [illegible] بازار کشمیری لاہور